بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ١٦/١١٦

اور تم اللہ کے ذمہ لگانے کیلئے اپنی زبانوں کے جھوٹ کیسا تھ یہ نہ کہا کرو کہ اللہ نے کہا ہے یہ حلال ہے اور یہ حرام
(اللہ نے تو حلت کے تمیزی نشان بتائے ہیں۔ حلال و حرام کی فہرستیں نازل نہیں فرمائی)

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ٥/١

ایمان والو! تمہارے لئے بہیمہ قسم کے گھاس کھانیوالے چوپائے حلال کئے گئے ہیں

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ٦/١١٩

ایمان والو! تم بہیمہ قسم کے وہ گھاس خور چوپائے کیوں نہ کھاؤ گے جن پر اللہ کے نام کا ذکر کیا گیا ہو اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان کر دیا ہے جو کچھ (ان میں سے) تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے

مسئلہ حلال و حرام

کی تفصیل قرآن کریم کے آئینے میں

ادارہ بلاغ القرآن ۱۱۰۔ این سمن آباد لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلال و حرام کی تفصیل

قرآن کریم کے آئینے میں

بد قسمتی سے مسلمانوں میں کسی نہ کسی طرح یہ مشہور ہو چکا ہے کہ قرآن کریم حلال و حرام کی تفصیل نہیں بتاتا۔ چنانچہ جب یہ کہا جائے کہ قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے۔ یہ ہر مسئلے کی تفصیل بیان کرتا ہے تو فوراً" سوال کیا جاتا ہے اس میں کتا حرام دکھاؤ۔ بلا حرام دکھاؤ چوہا حرام دکھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اور لطف یہ ہے کہ ان سوالوں کی گردان خود علماء کرام کی طرف سے کی جاتی ہے حالانکہ یہ حضرات رسول اکرم سلام علیہ کا ارشاد ذیل کتاب اللہ میں روزانہ تلاوت کرتے ہیں جو نبی اکرمؐ نے بحکم باری تعالیٰ ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن کریم مفصل کتاب ہے اس میں ہر مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۶/۱۱۵

اے رسول! کہہ دیجئے گا! کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور حاکم تلاش کروں۔ حالانکہ اس نے اپنا حکمنامہ ایک مفصل کتاب کی صورت میں تمہاری طرف نازل کر دیا ہے۔ (اب غور فرمایئے گا کہ جب اللہ تعالیٰ کی کتاب خود حکم باری کے مطابق حاکم بھی ہے اور مفصل بھی تو ثابت ہوا کہ حلال و حرام کی تفصیل بھی اس میں موجود ہے۔ پس اسی الٰہی فیصلے کے مطابق مسئلہ حلال و حرام کی قرآنی تفصیل پیش خدمت ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں)

اشیاء کی قسمیں :۔ سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ حلال و حرام کا سوال اشیاء کائنات سے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ مادہ سے پیدا ہوتی ہیں اور مادہ کی حالتیں تین ہیں ٹھوس، مائع، گیس ان ہر سہ اقسام کی تفصیل الگ الگ ملاحظہ فرمائیں

ا۔ ٹھوس

ٹھوس کی پھر تین قسمیں ہیں :۔ (۱) جمادات (۲)۔ نباتات (۳) حیوانات

پہلی قسم جمادات یعنی کنکر پتھر کوئلہ وغیرہ اور لوہا تانبہ سیسہ وغیرہ معدنی اشیاء انسانی غذا نہیں دوسری اور تیسری نباتات وحیوانات انسانی غذائیں ہیں۔ اور انہی کی حلت و حرمت کا مسئلہ اس وقت ہمارے درپیش ہے۔

نباتات کے متعلق قرآنی فیصلہ :۔

ہر وہ چیز جو زمین سے پیدا ہوتی ہے نباتات کی فہرست میں داخل ہے۔ مثلاً" گندم، جو، جوار، باجرہ، مکی، چاول، چنے وغیرہ غلہ جات۔السی ۔ سرسوں۔ تل۔ توریا وغیرہ ہر قسم کا تیل نکالنے کے بیج۔ آلو ۔ اروی۔ ٹنڈو۔ گھیا۔ گاجر۔ مولی اور شلغم وغیرہ ہر قسم کی سبزیاں۔ آم۔ انار۔ سیب۔ انگور۔ وغیرہ ہر قسم کے میوہ جات کے علاوہ زمین سے اگنے والی ہزاروں اقسام کی جڑی بوٹیاں سب نباتات ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نباتات کی لکھو کھہا اقسام میں سے کونسی قسم حلال ہے اور کونسی حرام ہے؟ اس سوال کا قرآنی جواب عرض کرنے سے پہلے قرآن کریم کے مستقل اسلوب بیان کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اس نے نہ حلال چیزوں کی کوئی لمبی چوڑی فہرست بیان کی ہے نہ حرام چیزوں کا گوشوارہ پیش کیا ہے۔ بلکہ کتاب اللہ کا غیر متبدل

قاعدہ یہ ہے کہ وہ کسی واضح اور بین نشان کا اعلان کر کے حلت و حرمت کا فیصلہ چند لفظوں میں بیان کر دیتی ہے۔ چنانچہ زمینی پیداوار نباتات کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مکمل و مفصل کتاب نے بالفاظ ذیل فتویٰ صادر کیا ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۲/۲۲ "وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو بلند کیا۔ اور جو آسمان سے پانی نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ تمہارے لئے زمین سے پھلوں کا رزق نکالتا ہے۔"

سورہ طٰہٰ میں آیا ہے:۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۲۰/۵۳-۵۴ وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے رہنے کی جگہ بنایا ہے اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے ہیں اور وہی آسمان سے پانی نازل کرتا ہے۔ پھر ہم اس پانی کیساتھ مختلف قسم کی نباتات پیدا کرتے ہیں۔ لوگو! نباتات کو خود بھی کھاؤ اور اپنے گھاس خور چوپاؤں کو بھی کھلاؤ۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں سے بعض نشہ آور بھی ہیں بھنگ پوست۔ وغیرہ اور بعض کڑوی' بدمزہ اور خلاف مزاج ہوتی ہیں یعنی خود رو جڑی بوٹیاں وغیرہ۔

بھنگ پوست وغیرہ کے متعلق تو بطور استثنیٰ ارشاد ہوا ہے **اِنَّمَا الْخَمْرُ ------ رِجْسٌ ------ فَاجْتَنِبُوْهُ** ۵/۹۰ بلاشبہ نشہ آور ہر چیز ناپاک ہے اس سے بچتے رہنا (اس کا استعمال نہ کرنا)

اور زمینی پیداوار میں سے کڑوی اور خلاف مزاج چیزوں کے متعلق سورہ بقر میں ارشاد ہوا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۲/۱۶۸ دیکھئے! اس آیت مجیدہ میں زمینی پیداوار کے کھانے پر دو شرطیں عائد کی گئی ہیں **حللاً**" اور **طیبا** کی۔ یعنی پہلے نمبر پر یہ کہ زمین کی وہ پیداور جو تمہاری اپنی نہیں۔ کھیت کسی اور کا ہے تو اس میں سے گاجر مولی شلغم وغیرہ کوئی بھی چیز تمہارے لئے حلال نہیں۔ اسی طرح زمین کی ہر پیدوار جو چرائی جائے یا دھوکہ فریب' رشوت یا استحصال کے ذریعہ حاصل کی جائے حلال نہیں ہے۔

اور دوسرے نمبر پر یہ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ چیز طیب یعنی تمہارے موافق مزاج بھی ہو۔ بعض چیزیں بعض لوگوں کیلئے دائمی طور پر مزاج کے خلاف ہوتی ہے۔ اور بعض چیزیں کسی مخصوص وقفہ کیلئے طبیعت کے خلاف ٹھہرتی ہیں۔ مثلاً" کسی بیماری کے وقفہ میں بینگن اور کریلے خلاف مزاج ہوجاتے ہیں اور کسی بیماری کے وقفہ میں ماش کی دال اور اروی' بھنڈی وغیرہ۔

المختصر! سطور بالا میں آپ قرآن کریم کے آئینے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ زمین کی ہر پیداور جو حلال طریقوں سے حاصل کی جائے اور موافق مزاج بھی ہو اس کے کھانے کی اجازت ہے وہ حلال ہے۔ اور حرام طریقوں سے حاصل کردہ اور ناموافق مزاج زمینی پیداوار کھانے کی اجازت نہیں دی گئی وہ حرام ہے۔

۲۔ حیوانات کے متعلق قرآنی فیصلہ:۔

حیوان کہتے ہیں جانداروں کو۔ یہ تین حصوں میں منقسم ہیں۔

(ا) بری جانور۔ (خشکی پر رہنے والے) (ب) فضائی

جانور (ہوا میں اڑنے والے) یہ بھی خشکی پر رہتے ہیں (ج) آبی جانور (پانی میں رہنے والے)

ا۔ بری جانور:۔

خشکی پر رہنے والے جانوروں کو باری تعالی نے چال کے لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

○ پیٹ کے بل چلنے والے ○ دو پیروں سے چلنے والے ○ چار پیروں سے چلنے والے

وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ ۲۴/۴۵ اور اللہ تعالی نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ ان میں بعض پیٹ کے بل چلتا ہے (سانپ کی قسم) اور بعض وہ ہے جو دو پیروں پر چلتا ہے (انسان اور پرندے) اور بعض وہ ہے جو چار پیروں پر چلتا ہے (گائے۔ بھینس۔ گھوڑا۔ گدھا۔ شیر۔ بھیڑیا وغیرہ)

چار پیروں والے جانور:۔

چار پیروں والے جانور دو حصوں میں منقسم ہیں:۔

○ الجوارح (درندے) اور ○ الانعام (چرندے)

الجوارح درندوں سے شکار پکڑنے کا کام لیا جائیگا۔

جیسے کہ ارشاد باری ہے۔ **یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ** ۵/۴

اے رسول! لوگ آپ سے پوچھیں گے کہ ان کیلئے کیا حلال کیا گیا ہے آپ کہدیجئے گا کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔ اور جو تم شکاری جانوروں کو شکار کی طرف دوڑنے کی وہ تعلیم دیتے ہو جو اللہ تعالی نے تمہاری جبلت میں رکھدی ہے۔ پس وہ جس شکار کو تمہاری دی ہوئی تعلیم کے مطابق تمہارے لئے پکڑ رکھیں۔ اس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا کرو۔ (یعنی اسے اللہ کے نام کیساتھ ذبح کرکے رگوں کا خون خارج کر دیا کرو) پھر اسے کھاؤ (وہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

دیکھئے! اس آیت مجیدہ میں بری جانوروں کو شکار اور شکاری کے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ شکاری جانوروں کیلئے الجوارح کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی زخم دینے والے پھاڑ کھانے والے۔ گوشت خور۔ ان میں شیر' چیتا' بھیڑیا اور کتا' بلا وغیرہ سب درندے شامل ہیں۔ ان گوشت خوروں کے مقابلے پر چار پایوں کی دوسری قسم وہ ہے جو گوشت کھانا تو درکنار اسے سونگھتے بھی نہیں۔ ان کی خوراک نباتات ہے۔ قرآن کریم میں ان گھاس خور چارپایوں کو الانعام کہا گیا ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط فَاَخْرَجْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۝ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ ۵۳-۲۰/۵۴ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش ٹھہرایا۔ اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے اور آسمان سے پانی نازل کرتا ہے۔ پھر ہم اس پانی کیساتھ (زمین میں سے) مختلف قسم کی نباتات پیدا کرتے ہیں تم نباتات کو خود بھی کھاؤ اور اپنے انعام (گھاس کھانے والے چوپایوں) کو بھی کھلاؤ۔

دیکھئے! ان آیتوں میں انعام کی مخصوص صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ گھاس کھاتے ہیں گوشت نہیں کھاتے آگے بڑھنے سے پہلے اس چیز کو پھر ذہن میں تازہ کرلیں کہ چارپایوں کی دو قسمیں ہیں:۔

شکاری اور شکار ــــ یا ــــ گوشت خور اور گھاس خور

قرآن کریم نے گوشت خور چوپایوں کو ۵/۴ میں الجوارح اور گھاس خور چوپایوں کو ۵۳۔ ۲۰/۵۴ میں الانعام کے الگ الگ ناموں سے متعارف کرایا ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں صنفیں الگ الگ ہیں۔ الجوارح۔ الانعام میں شامل نہیں ہیں اور الانعام' الجوارح میں شامل نہیں۔

الانعام کی دو قسمیں :۔

اس سے آگے قرآن کریم نے الانعام یعنی گھاس خور چوپایوں کی پھر دو قسمیں بتائی ہیں۔

بہیمۃ الانعام ــــ اور ــــ غیر بہیمۃ الانعام

یعنی بہیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے اور غیر بہیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے۔ چنانچہ حلت و حرمت کے ضمن میں قرآن کریم نے صرف گھاس خور چوپایوں میں سے بہیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے حلال ٹھہرائے ہیں:۔

○ **اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ** (۵/۱) تمہارے لئے بہیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے حلال کئے گئے ہیں۔

○ دیکھئے اس آیت مقدسہ کی رو سے گوشت خور چوپائے تو سب کے سب حرام ٹھہرے بلکہ گھاس خور چوپایوں میں سے بھی جو بہیمہ قسم کے چوپائے نہیں وہ بھی حرام ہیں۔ حلال ہیں گھاس خور چوپایوں میں سے صرف بہیمۃ الانعام۔ یہ مرکب' مرکب اضافی ہے۔ مگر بعض لوگو اسے مرکب صیفی ظاہر کرکے بہیمہ کو جملہ انعام کی صفت بنا کر پورے الانعام کو بہیمہ ٹھہرا کر پورے گھاس خور چوپایوں گھوڑا گدھا وغیرہ کو بھی حلال ثابت کرتے اور صرف سور کو مستثنٰی قرار دیتے ہیں۔ ان کا تدبر خلاف قرآن ہے۔ کیونکہ گھاس خور چوپایوں میں سے گھوڑے، خچر اور گدھے کے متعلق ۱۶/۸ میں اعلان کیا گیا ہے کہ یہ سواری کیلئے پیدا کئے گئے ہیں کھانے کے لئے نہیں پوری وضاحت آگے ملاحظہ فرمائیں۔

بہیمۃ الانعام کی پہچان :۔

اب یہاں پہنچ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ الانعام یعنی گھاس خور چوپایوں میں سے بہیمۃ الانعام یعنی بہیمۃ قسم کے گھاس خور چوپائے کونسے ہیں اور ان کی پہچان کیا ہے۔ اس اہم سوال کا جواب قرآن کریم نے اپنے مخصوص اسلوب بیان میں دیا ہے۔ لغت کی کتابوں میں بھی اسی جواب کے مطابق بہیمۃ الانعام کا معنٰی لکھا ہے "اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کی اولاد" لیکن یاد رہے قرآن کریم کی رو سے صرف مذکورہ گھاس خور چوپائے ہی بہیمۃ الانعام نہیں ہیں بلکہ ایک خاص مماثلت کی رو سے (جس کی وضاحت آگے آرہی ہے) ہر وہ گھاس خور چوپایہ حلال ہے جو بہیمۃ الانعام میں شامل ہے تفصیل کیلئے ذیل میں قرآن کریم کا وہ اسلوب بیان ملاحظہ فرمائیں جو اس نے بہیمۃ الانعام کی تفسیر کیلئے اختیار کیا ہے۔۔ اور جسے ہم نے قارئین کرام کے ذہن نشین کرنے کے لئے نمبرا اور نمبر۲ میں الگ الگ درج کر دیا ہے۔

آ ۔ اُحِلَّتْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ

(۱) **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ــــ اُحِلَّتْ لَكُمْ**

بِهِيمَةُ الْاَنْعَامِ ۵/۱

ایمان والو! ------ تمہارے لئے انعام کے بہیمہ (یعنی گھاس خور چوپایوں میں سے بہیمہ قسم کے چوپائے) حلال کئے گئے ہیں۔

آیات تفسیر بہیمۃ الانعام

(۲) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ....

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ .. ..وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۝ ۱۴۲ تا ۱۴۴

اور چارہ خور چوپایوں میں سے کچھ (قد آور) لدو یعنی بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اور کچھ پست قد (زمین سے لگے ہوئے) یعنی غیرلدو ہیں۔ ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں گھاس خور چوپائے عطا کئے ہیں (ان میں سے) آٹھ قسمیں کھایا کرو

بھیڑ نر مادہ، بکری نر مادہ، اونٹ نر مادہ اور گائے نر مادہ

یاد رہے کہ ان آٹھ قسموں میں نر مادہ کی شمولیت میں اس امر کی تردید کر دی گئی ہے کہ کسی حلال جانور کا نہ نر حرام ہوتا ہے نہ مادہ حرام ہوتی ہے۔

غور فرمائیں:۔

اوپر (۱) میں ۵/۱ میں واضح کیا گیا ہے کہ اہل ایمان کیلئے گھاس خور چوپایوں میں سے صرف بہیمۃ قسم کے گھاس خور حلال کئے گئے ہیں اور (۲) میں ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴ میں آٹھ قسمیں **الضان اثنین المعزاثنین الابل اثنین** اور **البقر ثنین** کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے دوپہر کے سورج کیطرح عیاں ہوچکا کہ مذکورہ آٹھ قسمیں یقیناً یقیناً بہیمۃ الانعام میں داخل ہیں۔ اور ساتھ ہی **حمولة و فرشا** کے الفاظ میں اس چیز کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ گھاس خور چوپایوں میں سے بعض قد آور یعنی لدو ہیں۔ اور بعض پست قد یعنی غیرلدو ہیں۔ ان الفاظ میں اس شبہ کو دور کر دیا گیا ہے کہ بہیمۃ الانعام کی پہچان یہ نہیں کہ وہ قد آور ہوں یا پست قد۔ لدوہوں یا غیر لدو۔ بلکہ گھاس خور چوپایوں میں سے مذکورہ بالا آٹھ قسموں نر، مادہ **الضان، المعز، الابل** اور **البقر** کے الف لام عہدی مثلی کے ذریعہ وضاحت کروی گئی ہے کہ کرۂ ارض کا وہ گھاس خور چوپایہ بہیمہ ہے جو ان آٹھ قسموں کی اس صفت کے لحاظ سے ان میں شامل ہو جو ان آٹھوں میں بقدر مشترک موجود ہے۔ اور بعض گھاس خور چوپایوں میں موجود نہیں۔

واضح رہے کہ بھیڑ بکری اور اونٹ گائے جن کے نر مادہ کو شامل کرکے اللہ تعالیٰ نے آٹھ قسمیں ارشاد فرمائی ہیں ان میں اونٹ اور بیل لدو چوپائے ہیں اور بھیڑ بکری غیر لدو اونٹ اور بیل قد آور جانور ہیں اور بھیڑ بکری پست قد ہیں۔ تو اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ کونسی چیز ہے جو ان آٹھوں گھاس خور چوپایوں میں تو قدر مشترک کی صورت میں موجود ہے۔ مگر وہ بعض گھاس خور چوپایوں میں موجود نہیں اس کے جواب میں اگر گھاس چرنے کو ان آٹھوں قسموں کا مشترک نشان قرار دیا جائے جیسا کہ بعض لغتوں نے قرار دیا اور بہیمہ کا معنی چرنے والے چوپائے لکھا ہے تو انعام یعنی گھاس خور چوپایوں کی حلت کیلئے ۵/۱ میں مذکورہ بہیمۃ الانعام کی قرآنی قید مہمل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴ میں جو آٹھ قسموں کے کھانے کا مخصوص حکم دیا گیا ہے مضحکہ خیز ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ گھاس چرنے کی

جہت سے مذکورہ بالا آٹھ قسموں میں جملہ گھاس خور چوپایوں سے الگ کوئی صفت موجود نہیں اور اس طرح جب بھیڑ، بکری اور اونٹ، گائے میں اور باقی گھاس چرنے والے چوپایوں میں کوئی فرق نہیں تو ان کے کھانے کا الگ حکم ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴ بھی بیکار محض ٹھہرتا ہے لیکن:۔

یاد رکھیئے گا کہ قرآن کریم کا کوئی حکم بیکار نہیں اور نہ اس لاریب کتاب میں کوئی لفظ بھرتی پوری کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ اگر پورے کے پورے انعام (گھاس چرنیوالے باستثنٰی خنزیر) حلال ہوتے تو ۵/۱ میں ان کی حلّت کیلئے الانعام پر بہیمہ کی شرط نہ لگائی جاتی۔ اور نہ بہیمہ کی تعریف کے لئے مذکورہ بالا آٹھ قسموں پر الف لام عہدی ملحق لاکر ان کے کھانے کا الگ طور پر مخصوص حکم دیا جاتا۔

المختصر! ہم عرض کر رہے ہیں کہ الانعام کی حلّت کیلئے بہیمہ کی شرط عائد کی گئی ہے۔ اور بہیمہ کی تعریف مذکورہ بالا آٹھ قسموں کے خصوصی ذکر میں کردی ہے کہ بھیڑ بکری جیسے پست قد اور غیر لدو گھاس بھی بہیمۃ الانعام میں داخل ہیں اور اونٹ بیل جیسے قد آور اور لدو گھاس خور بھی بہیمہ میں شامل ہیں۔ سورہ نحل میں اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ گھاس خور بھی بہیمہ میں شامل ہیں۔ سورہ نحل میں اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ گھاس خور چار پائے سب کے سب کھانے کیلئے نہیں ہیں۔ ان میں سے بعض کھانے کے لئے ہیں اور بعض سواری کیلئے ہیں۔ دیکھئے ارشاد باری:۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۱۶/۵ اور اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے گھاس خور چوپایوں کو پیدا کیا ہے۔ ان میں جاڑے کا سامان ہے (اون وغیرہ) اور فائدے بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ الانعام کے ذکر میں **مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ** کے الفاظ میں **من بعضیہ** لاکر اس امر کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ سارے کے سارے نہیں بلکہ گھاس خور چوپایوں میں سے بعض کھائے جائیں گے۔ سورہ مومن میں اسی کی خبر بالفاظ ذیل دی گئی ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۴۰/۷۹ اللہ وہ عظیم الشان ہے جس نے تمہارے لئے گھاس خور چار پائے پیدا کئے ہیں ان میں سے بعض پر تم سواری کرتے ہو۔ اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ یعنی بعض ایسے ہیں جو صرف سواری اور بار برداری کیلئے ہیں کھانے کے لئے نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ صرف کھانے کے لئے ہیں سواری اور بار برداری کیلئے نہیں۔ بھیڑ بکری وغیرہ کہ ان میں اتنی طاقت ہی موجود نہیں کہ وہ ڈیڑھ دو من وزنی انسان کا بوجھ اٹھا کر کوئی چھوٹی سی منزل بھی طے کر سکیں۔ اب اس سوال کا جواب کہ صرف سواری اور بار برداری کیلئے کونسے گھاس خور ہیں آیت ذیل میں دیا گیا ہے۔

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا ۱۶/۸ اور اللہ تعالٰی نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سواری کرو۔ **لترکبوھا** کی لام علت و تخصیص کی ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ تینوں انواع صرف سواری اور بار برداری کیلئے پیدا کی گئی ہیں، کھانے کیلئے نہیں یعنی یہ سواری کیلئے حلال مگر کھانے کیلئے حرام ہیں۔ ادھر چونکہ کھانے کیلئے صرف بہیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے حلال ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ گھوڑے خچر اور گدھے گھاس خور ہونے کی بدولت انعام میں تو داخل ہیں لیکن بہیمۃ الانعام میں داخل نہیں۔ اگر یہ نوعیں بہیمۃ الانعام ہوتیں تو اونٹ اور بیل کی طرح سواری کے جانور ہونے کیساتھ ساتھ ان کے کھانے کا حکم بھی موجود ہوتا اور انہیں صرف سواری کے جانور نہ بتایا جاتا۔ غور فرمائیں کہ زیر بحث عنوان میں بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے، گھوڑا، خچر اور گدھا سات انواع کا ذکر آچکا ہے۔

گھاس خور ہونے کی بدولت یہ سب الانعام میں داخل ہیں۔ گھاس خوری ان سب کی قدر مشترک ہے بھیڑ بکری اونٹ اور گائے کے کھانے کا بھی حکم دیا گیا ہے ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴ حالانکہ ان میں اونٹ اور گائے لدو بھی ہیں مگر گھوڑے خچر گدھے کو جو لدو ہیں کھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

لیجئے! اب قرآنی شواہد کے مطابق بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بھیمہ قسم کے گھاس خور چوپائے حلال ہیں۔۵/۱

چونکہ اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے یہ حلال ہیں اور بھیمتہ الانعام میں داخل ہیں۔ ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴

گھوڑا، خچر اور گدھا چونکہ کھانے کے لئے حلال نہیں اس لئے یہ بھیمتہ الانعام میں داخل نہیں۔

پس بھیمتہ الانعام کا تمیزی نشان وہ ہے جو بھیڑ بکری اور اونٹ گائے چاروں نوعوں میں قدر مشترک کے طور پر موجود ہے اور وہ گھوڑے گدھے اور خچر میں موجود نہیں۔

جگالی :۔ اب مشاہدات کی رو سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مذکورہ بالا دونوں قسموں میں سے جو چیز اونٹ، گائے اور بھیڑ، بکری میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے اور جو گھوڑے، خچر اور گدھے میں مشترکہ طور پر نہیں پائی جاتی وہ ہے جگالی اور صرف جگالی۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ جب چارہ کھاتے ہیں تو چبا چبا کر نہیں کھاتے بلکہ چارے کو جلدی جلدی سمیٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور حسب ضرورت کھا چکنے کے بعد اطمینان سے بیٹھ جاتے اور جگالی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس گھوڑا خچر اور گدھا وغیرہ چارے کو سمیٹتے نہیں بلکہ شروع ہی سے چبا چبا کر کھاتے ہیں اور بعد میں جگالی نہیں کرتے۔ گھاس خور چوپایوں کی یہی دو قسمیں ہیں۔ جگالی کرنے والے اور جگالی نہ کرنے والے۔ جگالی نہ کرنے والوں کا ایک محکم اور غیر متبدل نشان یہ بھی ہے کہ ان کے سامنے کے اوپر والے دانت نہیں ہوتے۔

پس ثابت ہوا کہ کرہ ارض کے تمام گھاس خور چوپائے جو جگالی کرتے ہیں وہ سب **بھیمتہ الانعام** ہیں اور حلال ہیں اور جو جگالی نہیں کرتے وہ **بھیمتہ الانعام** سے خارج ہیں اور حرام ہیں۔ لیجئے جناب! اللہ تعالیٰ کی کتاب مبین نے ان سوالوں کا جواب جو حلت و حرمت کے ضمن میں کئے جاتے ہیں کہ قرآن کریم میں کتا حرام وکھاؤ، بلا حرام وکھاؤ، بندر حرام وکھاؤ، ان سب سوالوں کا جواب **احلت لکم بهيمة الانعام** کے ایک ہی جملے میں دیدیا ہے کہ جگالی کرنے والے سب گھاس خور چوپائے حلال ہیں۔ اور جگالی نہ کرنے والے سب گھاس خور چوپائے حرام ہیں۔

ہمارا سوال :۔ جو لوگ قرآن کریم کو ناکافی اور غیر مفصل قرار دیکر کتا، بلا، بندر وغیرہ کی حرمت کی سند غیر قرآن کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کی ورق گردانی کر کے مندرجہ ذیل جانوروں کے متعلق فیصلہ دیں کہ وہ ان کی کتابوں میں حلال کی فہرست میں درج ہیں یا حرام کی لسٹ میں شامل ہیں۔

جنوبی امریکہ کا جاگور۔ تاپیر۔ الاما۔ الپاکا۔ ریا کندر۔ ارما ڈلو اور سلوتھ وغیرہ کس فہرست میں درج ہیں اور سائبیریا کا رینڈیز آسٹریلیا کا کنگرو اور افریقہ کا زیبرا کس فہرست میں شامل ہیں۔ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ غیر اللہ کتابوں کی حلال و حرام کی فہرستیں یقیناً" یقیناً

دنیا بھر کے گھاس خور چوپایوں کے نام اور ان کی حلت و حرمت پیش کرنے سے قطعاً" قاصر ہیں اور قاصر رہیں گی۔

اور ان کے مقابلے پر قرآن کریم کا سلوب بیان یہ ہے کہ اس نے حلال و حرام کیلئے امتیازی نشان بتا دیا ہے جگالی جس کا ظاہر نشان یہ ہے کہ جگالی کرنے والے چوپایوں کے سامنے کے اوپر والے دانت نہیں ہوتے۔ آپ ان الٰہی نشانات کو لے کر کرہ ارض کے گرد گھوم جائیں۔ آپ کو حلال و حرام چوپایوں کی پہچان میں رائی برابر بھی وقت پیش نہیں آئیگی۔ نہ آپ کو کسی چوپائے کا نام دریافت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ نہ اس کا عربی نام تلاش کرنا پڑیگا۔ اور نہ ہی حلال و حرام کی روائتی فہرستوں کے دفتر اپنے ساتھ لئے پھرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ کس قدر آسان پہچان ہے کہ جن چوپایوں کے سامنے کے اوپر والے دانت نہیں وہ حلال ہیں اور جن کے ہیں وہ حرام بات ختم۔

حلال جانوروں کی کچھ چیزیں حرام ہیں :۔ گھاس خور چوپایوں کی حلت و حرمت کا قرآنی فیصلہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ قرآن کریم نے حلال جانوروں کی کچھ چیزیں حرام ٹھہرائی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۵/۱ تمہارے لئے جگالی کرنے والے گھاس خور چوپائے حلال کئے گئے ہیں سوائے ان کی ان چیزوں کے جو تم پر پڑھ کر واضح کی جائیں۔

پڑھ کر کیا واضح کیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس سے اگلی آیت مجیدہ کے الفاظ ذیل میں دیا گیا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۵/۳ تمہارے لئے بہیمۃ الانعام (جگالی کرنے والے گھاس خور چوپایوں میں سے) حرام کیا گیا ہے ان کا مردہ' خون' غدود کا گوشت' اور وہ بہیمۃ الانعام جو غیر اللہ کی نیاز چڑھایا جائے۔ اور جو ان میں سے گلا گھٹ کر مرجائے۔ اور جو لاٹھی مارنے سے مرجائے۔ اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرجائے۔ اور جو آپس کی لڑائی میں سینگ لگنے سے مرجائے اور جو درندہ کھالے۔ سوائے اس کے کہ تم اسے ذبح کر لو۔ اور جو کسی استھان خانقاہ پر ذبح کیا جائے۔ اور یہ کہ اس کے گوشت کو قرعہ کے تیروں کیساتھ تقسیم کرو۔

ایک لمحہ فکریہ :۔ آیت بالا کے مفہوم میں ہم نے لحم الخنزیر کا معنی لکھا ہے غدود کا گوشت۔ حالانکہ عام مترجمین نے اس کا معنی سور کا گوشت لیا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ آیت مجیدہ میں گیارہ چیزیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں جن میں سے لحم الخنزیر کو الگ کر لیا جائے تو باقی پوری دس چیزیں حلال چوپایوں بہیمۃ الانعام ہی کی ہیں۔ کیونکہ جو جانور ہے ہی حرام اس کے متعلق اتنی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں کہ حرام جانور مرجائے تو حرام' اس کا خون' حرام غیر اللہ کی نیاز حرام' گلا گھٹ کر مرا حرام لاٹھی سے مرا حرام' گر کر مرا حرام' سینگ لگ کر مرا حرام' درندے کا کھایا حرام' کسی استھان پر ذبح ہوا حرام' قرعہ کے تیروں سے تقسیم کیا حرام۔ ظاہر ہے کہ حرام کی اتنی لمبی چوڑی تفصیل صرف حلال چوپایوں بہیمۃ الانعام ہی کی مختلف چیزوں مردہ اور خون وغیرہ نیز اس کی مختلف حالتوں ہی سے متعلق ہے جس پر آیہ حلت بہیمۃ الانعام کے الفاظ ذیل شاہد ہیں۔

احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم ۵/۱ "بہیمۃ الانعام تمہارے لئے (جگالی کرنے والے

چوپائے) حلال کیے گئے ہیں۔ ان کی ان چیزوں کے سوا جو تم پر پڑھ کر واضح کی جائیں"۔ تو اس طرح جبکہ آیت مجیدہ ۵/۴ میں مذکور گیارہ چیزوں میں سے ذیل کی دس چیزیں مردہ، خون غیر اللہ کی نیاز، گلا گھٹ کر مرا، لاٹھی سے مرا، گر کر مرا، سینگ لگ کر مرا، درندے کا کھایا، استھان پر ذبح ہوا۔ قرعہ کے تیروں سے گوشت بٹا، بہیمۃ الانعام حلال چوپایوں ہی کی ہیں تو یہ امر کس طرح باور کیا جاسکتا ہے۔ کہ اس فہرست کی تیسرے نمبر کی گیارہویں چیز لحم الخنزیر حلال چوپایوں سے متعلق نہیں۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے بہیمۃ الانعام کی حرام چیزوں کی فہرست میں تیسرے نمبر پر بلا وجہ ٹھونس رکھا ہے۔ جبکہ **احلت لکم بهيمة الانعام** ۵/۱ کے الفاظ میں سور سمیت جگالی نہ کرنے والے تمام چوپائے پہلے ہی حرام ٹھہرائے جاچکے ہیں۔ بالفاظ دیگر سور کی حرمت کو ایک غیر متعلقہ فہرست میں شامل کرنے کا کیا مطلب؟

برادران عزیز! حقیقت حال وہی ہے جو آیت مجیدہ ۵/۱ کے الفاظ **الا ما یتلیٰ** سے عیاں ہے کہ بہیمۃ الانعام کی وہ چیزیں حرام ہیں جو تم پر پڑھ کر واضح کی جائیں۔ اور جو کچھ اس استثنیٰ میں پڑھ کر واضح کیا گیا ہے وہ ہیں آیت مجیدہ ۵/۳ میں درج گیارہ چیزیں، جن میں ایک ہے لحم الخنزیر، یعنی بہیمۃ الانعام ہی کا غدود کا گوشت، سور کا گوشت، تو غیر بہیمہ ہونے کی بدولت تمام غیر بہیمہ چوپایوں کے گوشت کے ساتھ ساتھ ۵/۱ میں پہلے ہی حرام ٹھہرایا جاچکا ہے۔

لحم الخنزیر:۔ لحم الخنزیر مرکب اضافی ہے۔ لحم بمعنی گوشت اور خنزیر بمعنی غدود۔ اس کی جمع ہے خنازیر بمعنی غدودیں۔ اور طبی اصطلاح میں خنازیر اس بیماری کو کہتے ہیں جو گلے، بغلوں اور جنگو اسوں کی غدودیں متورم ہو جاتی ہیں اور بالآخر ان میں مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اور ان سے پیپ اور خون بہنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں حلال جانوروں کی باقی حالتوں کی جو انسانی صحت اور ایمان کی دشمن ہیں، وضاحت کر دی ہے اور ان سے اجتناب کا حکم دیدیا ہے، وہاں غدودوں کے گوشت سے بچنے اور ان کے مضر اثرات سے صحت کو بچانے کا حکم بھی دیدیا ہے غدودوں کا گوشت صحت کیلئے مضر ہونے کیساتھ ساتھ بدبو دار بھی ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں عید الضحیٰ کے موقعہ پر جو گھر گھر قربانی کی جاتی ہے۔ قصاب چند منٹوں میں پورے بکرے کا گوشت بنا کر چلا جاتا ہے۔ مگر گوشت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اسے پوری طرح غدودوں سے پاک نہیں کیا گیا ہوتا۔ گوشت کی مختلف تہوں میں جو جھلی نما غدودیں ہوتی ہیں انہیں نکالا نہیں گیا ہوتا۔ صرف موٹی موٹی غدودیں الگ کرکے باقی غدودیں اور پھیپھڑے گوشت کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے گوشت سے ایک قسم کی گھن آتی ہے۔ ایسا گوشت جس سے پوری طرح غدودیں نہ نکالی گئی ہوں اس کے کھانے سے لوگ ہر سال بیمار ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں اس سے جو مخصوص بیماریاں شروع ہوتی ہیں۔ وہ حکیم ڈاکٹروں سے مخفی نہیں۔

المختصر! قرآن کریم نے حلال جانوروں کی حرام چیزوں کی فہرست میں لحم الخنزیر یعنی انہی کی غدودوں کے گوشت کو شامل کرکے اس امر کا ثبوت دیدیا ہے کہ یہ کتاب واقعی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور اس نے حلت و حرمت کے کسی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اس کے برعکس اگر لحم الخنزیر کا معنی سور کا گوشت لیا جائے تو اس سوال کا کیا جواب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے مردہ اور خون وغیرہ دس چیزوں کی حرمت کا اعلان کر دیا ہے تو انہی کی غدودوں اور پھیپھڑوں وغیرہ کو کیوں حرام نہیں ٹھہرایا کیا حلال چوپایوں بہیمۃ الانعام کی غدودوں کا گوشت

از روئے قرآن حلال ہے؟

ب۔ فضائی بری جانور :۔ ابتداء مضمون میں بتایا گیا ہے کہ کرہ ارض کے جانداروں کو اللہ تعالیٰ نے رہائش کے لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

(۱) بری جانور (خشکی میں رہنے والے) (۲) فضائی بری جانور (پرندے) (۳) آبی جانور (پانی میں رہنے والے)

سابقہ صفحات میں آپ بری جانوروں کی حلت و حرمت کا فیصلہ قرآن کریم کے آئینے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب فضائی جانوروں (پرندوں) کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔ الانعام کے متعلق الٰہی فیصلہ یہ ہے کہ جگالی کرنے والے حلال اور نہ کرنے والے حرام ہیں۔ ادھر مشاہدات کی رو سے ثابت ہے کہ چوپایوں میں سے جگالی وہی کرتے ہیں جن کے جسم کی ساخت میں باری تعالیٰ نے دو معدے بنائے ہیں۔ یعنی جگالی کرتے وقت وہ اپنی خوراک لقمہ لقمہ کرکے ایک معدے سے نکالتے ہیں اور اسے منہ میں لا کر چبا چکنے کے بعد دوسرے معدے میں ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جگالی کا عمل چرندوں کی جسمانی ساخت کے متعلق دو معدوں کا مظہر ہے۔ **فلہذا ثابت ہوا** کہ چرندوں میں جسمانی ساخت کی رو سے حلت کا نشان دو معدوں کا ہونا ہے۔ یعنی جن چوپایوں کی جسمانی ساخت میں باری تعالیٰ نے دو معدے بنائے ہیں وہ حلال ہیں اور ایک معدے والے حرام ہیں۔

اسی طرح پرندوں کی جسمانی ساخت میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی اصول کار فرما ہے۔ بعض پرندوں کے دو پوٹ ہوتے ہیں اور بعض کا ایک۔ جس طرح چرندوں میں سے دو معدوں والے حلال اور ایک معدے والے حرام ہیں۔ اسی طرح پرندوں میں سے دو پوٹ والے پرندے حلال اور ایک پوٹ والے حرام ہیں۔ زندہ چرندوں کے معدے دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن جگالی کا عمل اور اوپر والے سامنے کے دانتوں کا نہ ہونا اس امر کی خبر دیتا ہے کہ یہ چوپایہ دو معدوں والا ہے۔ اور اس طرح کسی چرندے کو ذبح کئے بغیر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے جسم میں دو معدے ہیں اور یہ حلال ہے۔ اسی طرح باری تعالیٰ نے پرندوں میں بھی ایسا اہتمام کر رکھا ہے کہ ذبح کئے بغیر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے دو پوٹ ہیں یا ایک۔ کیونکہ پرندوں کا حلق والا پوٹ لٹکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ دو پوٹ والا پرندہ جب دانے چگتا ہے تو اس کا حلق کے ساتھ ملحقہ بیرونی پوٹ تھیلی کی طرح لٹک پڑتا ہے۔

باری تعالیٰ نے پرندوں کی حلت و حرمت کے سلسلے میں دو پوٹ والے پرندوں میں السلویٰ (بٹیر) کے متعلق خبر دی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو فوجی ٹریننگ کیلئے جنگلوں میں لیے گئے تو ان کے لئے وہاں السلویٰ یعنی بٹیر اور اس کی قسم کی پرندے غذا کیلئے با فراط پیدا کر دیئے۔ **وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ** ۲/۵۷ اور اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے لئے من و سلویٰ با فراط پیدا کر دیا ہے اور حکم دیا کہ ہم نے جو تمہیں طیبات سے رزق دیا ہے کھاؤ

سلویٰ بٹیر کو کہتے ہیں اور السلویٰ کا الف لام عہدی مثلی ہے۔ لہٰذا ارشاد ہوا کہ بٹیر کی قسم کے پرندے کھاؤ۔ اور اب چونکہ بٹیر دو پوٹ والا پرندہ ہے **لہٰذا ثابت ہوا** کہ پرندوں کی حلت کا امتیاز نشان دو پوٹوں کا ہونا ہے۔ اور کرہ ارض کا ہر پرندہ جو دو پوٹ رکھتا ہے حلال ہے اور جو ایک پوٹ رکھتا ہے حرام ہے۔

ہمارا سوال :۔ جو لوگ قرآن کریم کو ناکافی اور غیر مفصل قرار دیکر پرندوں کی حلت و حرمت کی سند غیر اللہ

کتابوں سے حاصل کرتے ہیں ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ ان کی غیر قرآن کتابیں کرہ ارض کے پرندوں کی فہرست پیش کرنے سے "یقیناً" یقیناً" قاصر ہیں۔ افریقہ۔ امریکہ۔ یورپ۔ ایشیا اور آسٹریلیا کے میدانی' پہاڑی اور صحرائی پرندوں کے نام اور ان کی حلت و حرمت کا فیصلہ دینا ان کے بس کا روگ نہیں۔ اور اس کے برعکس قرآن کریم کا اسلوب بیان ایسا جامع ہے کہ السلویٰ پر الف عہدی مثلی لاکر اور **کلوا من طیبت** کا حکم دیکر واضح کر دیا گیا ہے کہ بٹیر کی قسم کے یعنی دو پوٹ والے سب پرندے حلال ہیں خواہ آپ کو ان کا نام آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اس سے پہلے تم نے انہیں کبھی دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ آپ پرندوں کی حلت کے دو پوٹوں والے امتیازی نشان کو لیکر کرہ ارض کے گرد گھوم جائیں' آپ کو کہیں بھی کسی پرندے کی حلت و حرمت معلوم کرنے میں رائی برابر بھی دقت پیش نہیں آئیگی۔ اور یہی ہے قرآن کریم کا اعجاز کہ وہ ایک ہی آیت میں بڑے بڑے پیچیدہ مسائل کا حل دے دیتا ہے۔

ج۔ آبی جانور:۔ پانی کے اندر ہزارہا قسم کے جاندار رہتے ہیں۔ لیکن باری تعالیٰ نے ایک ہی آیت مجیدہ میں فیصلہ دیدیا ہے کہ پانی کے وہ جانور حلال ہیں جن میں مسفوح یعنی رگوں کا خون موجود نہیں۔ اور اس پر نرے گوشت ہی گوشت کا جملہ صادق آتا ہے۔ ملاحظہ کریں۔ ارشاد باری۔ **هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا** ۱۶/۱۴

"وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاؤ۔"

اب ظاہر ہے کہ آبی جانوروں میں سے تر و تازہ گوشت "**لحماطریا**" کی اصطلاح کسی ایسے جانور ہی پر صادق آسکتی ہے جس میں رگوں کا خون موجود ہی نہ ہو یعنی جس میں وہ خون موجود نہ ہو جو بھیڑ بکری وغیرہ کو ذبح کرتے وقت جوش مار کر خارج ہوتا ہے۔ اس کے ضمن میں مشاہدات کی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ آبی جانوروں میں سے صرف مچھلی ہی ایک ایسا آبی جانور ہے جس میں دم مسفوح موجود نہیں۔ اس کے گلپھڑے قدرتی طور پر پھٹے ہوئے ہیں۔ ذبح کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ذبح کیا جائے تو بڑی سے بڑی مچھلی سے بھیڑ بکری کیطرح رگوں کا خون ہرگز نہیں نکلتا۔ انبیاء سلام علیہم کی سنت کے طور پر بھی قرآن کریم نے صرف مچھلی کھانے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں آیا ہے کہ جب آپ مجمع البحرین کی طرف سفر کر رہے تھے تو ناشتے کیلئے آپ کے ساتھ بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ آپ کو بھوک لگی تو آپ نے اپنے ساتھی سے ناشتہ طلب کیا تو اس نے جواب دیا کہ دوران سفر جب ہم ایک پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں چلتے وقت مچھلی وہیں بھول آیا تھا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ○ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۶۰ تا ۱۸/۶۳ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب موسیٰ نے دوران سفر اپنے نوجوان ساتھی سے کہا کہ میں اس وقت تک دم نہ لونگا۔ جب تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں یا مدت دراز تک چلتا رہوں پھر جب وہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے۔ مچھلی سمندر کی شاخ میں گر کر بہہ گئی۔ پھر جب وہ دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے نوجوان

ساتھی سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔ بیشک ہمیں اس سفر میں بہت تکان ہوئی ہے۔ ساتھی نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب ہم اس مخصوص پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی وہاں بھول آیا تھا۔

دیکھئے گا کہ آیت بالا میں موسیٰ سلام علیہ کے سفر کا ناشتہ مچھلی بتایا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن کریم نے لحما طریا کی تفسیر کر دی ہے کہ مچھلی ہی ایک ایسا آبی جانور ہے جس پر ترو تازہ گوشت کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اس میں دم مسفوح نہیں یعنی نہ اس میں رگوں کا خون موجود ہے اور نہ حلقوم کاٹنے یعنی ذبح کرنے کی ضرورت ہے۔ ذات باری نے **لحماطریا** یعنی تر و تازہ گوشت کے ایک ہی مرکب توصیفی میں آبی جانوروں کی حلت و حرمت کا فیصلہ دیدیا ہوا ہے۔

ایک ضروری نوٹ :۔ اگر کوئی مچھلی ایسی پائی جائے جس میں دم مسفوح اسی طرح موجود ہو جس طرح بھیڑ بکری میں ہوتا ہے تو اس پر **لحماطریا** کی اصطلاح صادق نہیں آتی۔ یعنی اسے تر و تازہ گوشت ہی گوشت نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ وہ خون اور گوشت کا مجموعہ ہوگی۔ صرف گوشت نہیں ہوگی۔ اس کے **گلپھڑے** یقیناً" پھٹے ہوئے نہیں ہونگے۔ اس لئے قرآن کریم کی رو سے وہ ہرگز ہرگز حلال نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ قرآن کریم میں **لحماطریا** کے سوا کسی اور آبی جانور کے کھانے کا حکم نہیں دیا۔ اور اس طرح دم مسفوح سے عاری مچھلی کے سوا پانی کے باقی تمام جانور کیکڑا، مینڈک، مگرمچھ، پلیتر وغیرہ سب حرام ہیں۔

باسی مچھلی کا مسئلہ :۔ یاد رہے کہ قرآن کریم نے آبی جانوروں میں سے صرف دم مسفوح سے عاری مچھلی کے کھانے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے لئے تر و تازہ گوشت کی اصطلاح لائی گئی ہے۔ لہذا وہ باسی مچھلی کھانا جس میں تعفن پیدا ہوچکی ہو منشاء الہٰی کے مطلقاً خلاف ہے۔ ہاں اگر مچھلی کا پیٹ چاک کرکے ریل کے ایئرکنڈیشن ڈبوں میں دور دراز علاقوں میں پہنچائی جائے اور یا مقامی طور پر پیٹ چاک کرکے کولڈ سٹوریج میں ذخیرہ کیا جائے تو نہ اس میں تعفن پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کا کھانا منشاء الہٰی کے خلاف ٹھہرتا ہے۔

مچھلی کے ذبح کا مسئلہ :۔ بعض لوگ مچھلی ذبح کرنے پر ضد کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جن جانوروں کو اللہ تعالٰی نے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے ان میں رگوں کا خون موجود ہوتا ہے۔ اگر وہ خون خارج نہ کیا جائے اور رگوں میں خون جم جائے تو ایسا گوشت دینی لحاظ سے حرام اور طبی لحاظ سے بیماریاں پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ مچھلی کو اللہ تعالٰی نے تر و تازہ گوشت کہکر اس امر کی خبر دیدی ہے کہ اس میں رگوں کا خون موجود نہیں' اس لئے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے **گلپھڑے** قدرتی طور پر ہی پھٹے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کی روشنی میں مسئلہ کی نوعیت تو یہی ہے۔ رہا ضد کرنے والون کا معاملہ تو جب ذبح کرنے سے دم مسفوح نکلتا ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ انہیں ضد چھوڑ دینی چاہیئے۔

زندہ مچھلی کا گوشت بنانے کا مسئلہ :۔ دیکھا گیا ہے کہ اگر مچھلی زندہ ہے اور اس کا گوشت بنانا مطلوب ہے تو زندہ ہی کے پر پرزے کاٹنے اور کھال کے سکیٹر ادھیڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ فعل انتہائی ظالمانہ ہے اگر کوئی شخص ہمارے بال نوچنا شروع کر دے تو ہمیں کتنی تکلیف ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب زندہ مچھلی کا گوشت بنانا مطلوب ہو تو پہلے ذبح کے طریقے سے اس کا سر جسم

سے جدا کر دیا جائے اور جب اس میں حرکت باقی نہ رہے
؛ تو پھر اس سے پرزے پرزے کاٹے جائیں اور اس کی کھال کے سکڑ
وغیرہ ادھیڑے جائیں۔

بلوں میں رہنے والے جانور :۔ اب سوال باقی ہے بلوں میں رہنے والے جانوروں کی حلت و حرمت کا یعنی سانپ، بچھو، گوہ، کرلا، چھپکلی، چوہا اور ہزارہا قسم کے حشرات الارض کیڑے مکوڑے وغیرہ یہ سب بری جانور ہیں اور بری جانوروں کی حلت کا قرآنی نشان ہے دو معدوں کی موجودگی۔ اس لئے حشرات الارض چونکہ اس قرآنی کسوٹی پر پورے نہیں اترتے اس لئے حرام ہیں۔ اس کے ضمن میں ایک عقلی دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد باری ہے **و لقد کرمنا بنی ادم** ۷۰/۱۷ یا لتحقیق ہم نے نوع آدم کو بزرگی عطا فرمائی ہے اسے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اسے جو نعمتیں کھانے کیلئے عطا فرمائی ہیں ان کا بار بار ذکر کیا ہے **حبا و نباتا** قسم قسم کے اناج اور قسم قسم کی سبزیاں انگور انار وغیرہ رنگا رنگ میوے **فواکهه** اور گھاس خور چوپایوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ یہ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں **لترکبوا منها و منها تاکلون** تاکہ تم ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کو کھاؤ۔ اگر کرلا، گوہ، چھپکلی اور سانپ بچھو وغیرہ بھی کھانے کے لئے ہوتے تو قرآن کریم کے تمیں پاروں میں کہیں تو کہا جاتا کہ حشرات الارض کیڑے مکوڑے تمہارے کھانے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ گذارش ہے کہ ان غلیظ ترین چیزوں کو حلال قرار دینا یا ان کی حلت کا فتویٰ قرآن کریم سے طلب کرنا اپنے آپ کو انسانیت کے بلند ترین مقام سے گرانے کے مصداق ہے۔ جس پر اسے اللہ تعالیٰ نے **ولقد کرمنا بنی ادم** کا سرٹیفکیٹ عطا کر کے فائز کر رکھا ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ یہ سانپ بچھو وغیرہ زہریلے جانور ہماری کس خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس سوال کا جواب بہت آسان ہے حشرات الارض کی خوراک مٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ خاصیت رکھی ہوئی ہے کہ یہ زمین کے زہریلے مادے زمین سے خارج کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ انسانی بیماریوں کے لئے ان سے متعدد قسم کی دوائیں بنتی ہیں۔

درندے :۔ ○ درندوں کے متعلق ابتداء مضمون میں واضح کیا جاچکا ہے کہ گوشت خور جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے الجوارح ۵/۴ اور **السبع** ۵/۳ کے الفاظ میں شکاری قرار دیا ہے اور ان کے مقابلے پر الانعام کو شکار بتایا ہے۔ درندوں کا مارا ہوا حلال جانور ۵/۳ حرام بتایا گیا ہے۔ **وما اکل السبع الا ماذکیتم** ۵/۳۔ اور وہ حلال جانور بھی حرام ہے جسے درندہ پھاڑ ڈالے بشرطیکہ تم اسے ذبح کر کے پاک کرلو۔ درندوں سے شکار پکڑنے کی خدمت تو لی جائیگی۔ یہ کھانے کیلئے حلال نہیں ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق یہ دو وجوں سے حرام ہیں۔ پہلی یہ کہ گھاس خور نہیں ہیں اور دوسری یہ کہ نہ ان کے دو معدے ہیں اور نہ یہ جگالی کرتے ہیں۔ نیز شکاری جانور چونکہ شکار کیلئے حلال اور کھانے کیلئے حرام ہیں۔ لہٰذا شکاری پرندے باز اور شکرا وغیرہ سے بھی شکار کا کام تو لیا جائیگا' کھانے کیلئے حرام ہیں۔ کیونکہ نہ ان کے دو پوٹ ہیں اور نہ یہ قرآنی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم نے :۔ ۱۔ **احلت لکم بهیمة الانعام** کے مختصر الفاظ میں کرہ ارض کے چوپایوں کی حلت و حرمت کا فیصلہ دیدیا ہے۔ ۲۔ **السلوی** کے الفاظ میں فضائی اور ۳۔ **لحما" طریا"** کے الفاظ میں آبی جانوروں کی حلت و حرمت بیان کر دی ہے۔

○ کرۂ ارض پر بسنے والوں کی حلت و حرمت کی ضرورت ختم ہوئی۔ اس کے برعکس غیر قرآن کتابوں سے حلال و حرام کے فتوے حاصل کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ ایک مکتب فکر کے ہاں بلّی حلال ہے اور دوسرے کے ہاں حرام۔ ایک گروہ کے ہاں گدھا اور گھوڑا حلال ہے اور دوسرے کے ہاں حرام۔ ایک طرف طوطا حلال ہے اور ایک جانب حرام۔ **فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ!** ابھی چند دنوں کا واقعہ ہے کہ اخباروں میں ایک صاحب نے علماء روایات سے سوال کیا تھا کہ میں نے اسلامی ممالک میں طوطا کھاتے دیکھا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے متعلق تسلی کی جائے کہ اسلام میں طوطا حلال ہے یا حرام؟ اس کے ضمن میں ہماری گزارش یہ ہے کہ قرآن کریم کے سوا حلال و حرام کے مسائل میں کوئی تسلی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ حلال و حرام کے ضمن میں کرہ ارض کے مسلمانوں میں بہت سے جانوروں کے متعلق اختلافات موجود ہیں۔ قرآن کریم کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر طوطے کے دو پوٹ ہیں تو حلال ہے ورنہ حرام۔ غیر اللہ کتابوں میں کوّے کا بھی یہی حال ہے کہ بعض کے ہاں حلال ہے اور بعض کے ہاں حرام۔ مگر قرآنی فیصلہ کے مطابق اس کی حلت و حرمت بھی دو پوٹوں کے امتیازی نشان پر موقوف ہے۔

اب غور فرمائیں :۔ ○ اللہ تعالیٰ نے بری، فضائی اور آبی ہرسہ اقسام کے حلال جانوروں کے تمیزی نشانات کی وضاحت کر دی ہے، ناموں کی فہرست پیش نہیں کی کہ کتا بلا اور طوطا کوا حرام ہیں اور گائے بھینس مرغ کبوتر حلال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اعلان کر رکھا ہے کہ "حلت و حرمت کے سلسلے میں نام لے کر نہ کہا کرو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔" **وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ** ۱۶/۱۱۶ بلکہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے تمیزی نشانات کو حلت کا معیار قرار دیا کرو۔

ایک اہم اور ٹھوس اصول :۔ ○ حلت و حرمت کے مسئلہ پر اگر معمولی سا غور بھی کیا جائے تو عقل سلیم اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ پورے کرۂ ارض کے بری فضائی اور بحری جانوروں کی فہرستیں پیش کرکے یہ بتانا کہ فلاں فلاں جانور حلال اور فلاں فلاں حرام ہے۔ یہ مشکل ہی نہیں بلکہ قطعاً" ناممکن ہے۔ فلہذا عقل کا تقاضا یہی ہے کہ ان ہرسہ اقسام کیلئے ایسے تمیزی نشان بتا دیئے جائیں جن کی مدد سے کرہ ارض کا ہر شخص کرہ ارض کے ہر جانور کے متعلق بلاتردد حلال و حرام کی پہچان کرسکے۔ چنانچہ اسی عقلی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ

۱۔ چوپایوں میں سے جگالی کرنیوالے یعنی دو معدوں والے جانور حلال اور باقی سب حرام ہیں۔

۲۔ پرندوں میں سے دو پوٹ والے جانور حلال اور باقی سب حرام ہیں۔

۳۔ آبی جانوروں میں سے صرف وہ مچھلی حلال ہے جس کے **گلپھڑے** پھٹے ہوئے ہوں اور ان میں دم مسفوح موجود نہ ہو۔ باقی سب حرام۔

ایک ضروری التماس :۔ ○ مسئلہ حلال و حرام کے متعلق مسلمانوں کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ کرۂ ارض کے تمام بری فضائی اور آبی جانوروں میں سے صرف سؤر حرام ہے۔ ان حضرات کو ۲/۱۷۳ کے الفاظ ذیل سے غلطی لگی ہے۔ **اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُھِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ** سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم پر حرام کیا گیا ہے مردہ، خون، لحم خنزیر اور جو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے۔

اس آیت کی مفسر آیت مجیدہ ۵/۳ کی مکمل بحث گزر چکی ہے کہ یہ چیزیں حلال جانوروں کی ہیں جنہیں حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ لحم الخنزیر سے مراد حلال جانوروں کا غدود کا گوشت ہے سؤر نہیں۔ ایسے حضرات جو سؤر کے سوا ہر جاندار کو حلال قرار دیتے ہیں ان کے متعلق صرف اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ کتا، بلا، مکھی، مچھر، سانپ، بچھو، گوہ، کرلا اور چھپکلی وغیرہ کو حلال قرار دینے والے ہمارے اس پمفلٹ حلال و حرام کا بغور مطالعہ کرکے اپنے نظریہ پر نظرثانی کی زحمت گوارا فرمائیں۔

(۲) مائعات

○ مادہ کی دوسری قسم ہے مائع جو سیال چیزوں کو کہا جاتا ہے۔ کچھ مائعات پینے کے کام آتے ہیں۔ مثلاً" دودھ، چھاچھ، چائے، عرق، شربت، شہد، سوڈا وغیرہ مشروبات ہیں۔ ہر قسم کے بیجوں کے تیل اور روغن غذائی حصے ہیں اور ہر قسم کے معدنی تیل اور تیزاب وغیرہ غذا نہیں بلکہ جلانے، مشینوں کے چلانے اور کئی قسم کی کیمیائی ضرورتوں کے کام آتے ہیں۔

پانی :- ○ قرآن حکیم نے جہاں **کلوا** کے الفاظ میں طیبات کے کھانے کی اجازت دی ہے۔ وہاں **واشربوا** کے لفظوں میں پینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ مشروبات میں افضل ترین اللہ کی نعمت پانی ہے۔ پانی وہ چیز ہے کہ زندگی پیدا بھی اسی سے ہوئی تھی۔

○ **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ** ۲۱/۳۰

○ اور زندگی قائم بھی اسی کیساتھ رہتی ہے۔ پانی کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رب العلمین نے زمین کے اوپر اور اس کے اندر ہر جگہ پانی کی نہریں جاری کر رکھی ہیں۔ کرہ ارض پر آپ جہاں بھی زمین کھو دیں۔ آپ کو اپنے پیروں کے نیچے ضرور ضرور تازہ اور مصفی پانی میسر آئیگا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ کہیں پندرہ بیس فٹ مٹی کھودنے سے مل جاتی ہے اور کہیں سو بچاس فٹ کی گہرائی پر جاکر میسر آتی ہے۔ اس کے علاوہ زمین کی سطح کے اوپر بھی پانی کے دریا بہا دیئے گئے ہیں اور باری تعالیٰ آسمان سے بھی وقتاً" فوقتاً" آب مقطر نازل کرتا رہتا ہے۔

○ پس یاد رہے کہ پانی، انسانی زندگی کیلئے جس قدر ضروری اور اہم ہے۔ اسی قدر کرۂ ارض پر اس کی فراوانی کے سامان مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ کرۂ ارض پر خشکی اور پانی کی موجودگی کی نسبت بھی آپ کے سامنے ہے کہ تین حصے پانی اور ایک حصہ خشکی ہے۔

○ سابقہ صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ باری تعالیٰ نے انسانی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے اپنی پاکیزہ کتاب میں ان تمام چیزوں کو حرام کر دیا ہے جو مضر صحت ہیں۔ بلکہ یہاں تک احتیاط رکھی گئی ہے کہ حلال جانوروں کی ان صورتوں اور ان کے ان اجزا کو بھی حرام کر دیا ہے۔ جن میں صحت کو خراب کرنے والے عنصر موجود ہیں۔ جیسا کہ بهیمۃ الانعام کے مردہ، خون اور غدودوں کا گوشت وغیرہ کی ایک لمبی تفصیل انسانی صحت کی حفاظت ہی کے اہتمام کی ایک کڑی ہے۔

○ اب جس طرح حلال جانوروں کی کچھ صورتیں حرام ہیں۔ یہی حال پانی کا ہے یعنی اس کی بھی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ یہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ سمندروں، دریاؤں، جوہڑوں، آباد اور غیر آباد کنوؤں، پمپوں اور ٹیوب ویلوں سب کا پانی ایک جیسا نہیں ہے۔ کہیں اس کا رنگ خراب ہے اور کہیں ذائقہ اور اسی طرح کہیں اس میں سے بو آرہی ہوتی ہے اور کہیں یہ ان تینوں

خرابیوں سے پاک و مبرا ہوتا ہے۔ اب ان مشاہدات پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پمپ اور ٹیوب ویل کا صاف پانی بھی پاک ہے اور جوہڑ کا بدبودار پانی بھی پاک ہے؟ نیز کیا ٹیوب ویل کا بے عیب پانی بھی حلال ہے اور بے آباد کنوئیں کا بد رنگ و بد ذائقہ پانی بھی حلال ہے؟

○ قرآن کریم نے ان تمام سوالوں اور الجھنوں کا جواب ذیل کی ایک ہی آیت میں دیدیا ہے۔

○ **هُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ** ١٦/١٠

اللہ ہی وہ عظیم الشان ذات ہے جو تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل کرتا ہے اس میں سے تمہارے پینے کا سامان ہے۔

○ دیکھا آپ نے کہ قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق پینے کا یعنی حلال اور پاک و طیب پانی وہ ہے جو بارش کی صورت میں آسمان سے برستا ہے۔ بارش کا پانی آب مقطر ہے جو خود ذائقہ' خود رنگ' اور بے بو ہوتا ہے اور یاد رہے کہ ان تینوں چیزوں رنگ' بو اور ذائقہ کے امتحان کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے چہرے پر تین آلے فٹ کر دیئے ہیں۔ آنکھ' ناک اور زبان۔

○ آنکھ پانی کا رنگ پہچانتی ہے' ناک بو بتاتی ہے اور زبان اس کے ذائقے کی اطلاع دیتی ہے۔ اب پانی کی حلت و حرمت کا فیصلہ آپ کے سامنے ہے کہ جونسا پانی آنکھ' ناک اور زبان کے امتحان میں پاس ہوجائے وہ حلال ہے اور جو فیل ہوجائے وہ حرام ہے۔ اگر پانی کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ مثلاً" جوہڑوں اور غیر آباد کنوؤں وغیرہ کا پانی تو وہ پینے کیلئے حلال نہیں ار اگر پانی سے بو آرہی ہو مثلاً" موریوں بدر روؤں کا پانی اور پیشاب وغیرہ یہ سب پانی حرام ہے۔ اور اسی طرح اگر پانی کا ذائقہ بدلا ہوا ہو مثلاً" بند کنوئیں کا پانی تو وہ بھی حرام ہے۔ غذائی ضرورتوں کیلئے حلال نہیں کھیتوں کیلئے مفید ہے۔

○ اس سے آگے ایک خصوصی سوال پیدا ہوتا ہے۔ پاک اور ناپاک کا۔ جیسے کہ اوپر ثابت کیا جاچکا ہے کہ مذکورہ بالا تین صفات والا پانی جو خود ذائقہ' خود رنگ اور بے بو ہو وہ حلال بھی ہے اور پاک بھی ہے لیکن ایک کھڑے پانی میں ایک قطرہ گندی نالی کے پانی کا گر پڑے تو وہ سارا پانی ناپاک ہوجائیگا۔ اسے پینے اور غذائی ضروریات میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ ارشاد باری ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** ٢/٢٢٢۔
بیشک اللہ تعالیٰ ضابطہ الٰہی کی طرف رجوع کرنے والوں اور پاکیزگی کے خواہشمندوں کو پسند کرتا ہے۔

دودھ :۔ ○ عام مشروبات میں سے دودھ وہ مائع ہے جو باری تعالیٰ کی مشینوں میں تیار ہوتا ہے۔ حلال جانوروں کا دودھ حلال اور حلال دودھ کی مصنوعات کھویا' دہی' چھاچھ' بالائی' مکھن اور گھی وغیرہ سب حلال ہیں۔ گائے بھینسیں اور بھیڑ بکریاں دودھ کی الٰہی مشینیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

○ **وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ** ١٦/٦٦۔ اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لئے عبرت کا ایک نشان ہے۔ ہم ان کے پیٹوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں۔ جو پینے والوں کیلئے خوشگوار اور خوشذائقہ ہے۔"

اس آیت مجیدہ سے یہ غلطی نہیں لگنی چاہئے کہ یہاں چونکہ الانعام کا لفظ آیا ہے۔ اس لئے حرام چوپایوں کا دودھ بھی حلال ہے۔ واضح رہے کہ جو چوپائے جگالی نہیں کرتے وہ مطلقاً" حرام ہیں۔ غذائی ضروریات کے لحاظ سے ان کی ہر چیز حرام ہے۔ نیز واضح رہے کہ اس آیت مجیدہ میں گوبر اور خون کو ایک فہرست میں

شامل کیا گیا ہے۔ اور اب چونکہ خون کی حرمت آپ ۵/۳ کے مطابق اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حلال جانوروں کے خون کی طرح ان کا گوبر اور موت بھی حرام ہے۔

شہد :۔ ○ جس طرح دودھ بھی الٰہی مشینوں میں تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح شہد بھی الٰہی مشینیں یعنی شہد کی مکھیاں تیار کرتی ہیں۔ اور الٰہی مشینوں کا بنا ہوا یہ مشروب بھی دودھ کی طرح حلال ہے۔ دیکھئے ارشاد باری

○وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ○ ۶۸۔۶۹/۱۶۔ "اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی جبلت میں یہ تعلیم رکھ دی ہے کہ تو پہاڑوں' درختوں اور چھتوں میں گھر بنایا کر۔ پھر تو ہر قسم کے میووں سے کھایا کر۔ پھر تو پوری فرمانبرداری کیساتھ اپنے رب کی راہوں پر چلتی رہ۔ اس کے پیٹوں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگوں کی ہوتی ہے۔ اس میں نوع انسان کیلئے (بدنی بیماریوں کی) شفا ہے۔ بیشک شہد کی تیاری میں غور کرنے والوں کیلئے عبرت کا ایک نشان موجود ہے۔"

عام مشروبات :۔ ○ یاد رہے کہ عام مشروبات عرق شربت چھاچھ' سوڈا وغیرہ پانی ہی سے تیار ہوتے ہیں۔ پانی کی حلت کے تین نشان سابقہ صفحات میں بیان ہوچکے ہیں کہ نہ اس کا رنگ بدلا ہوا ہو نہ ذائقہ اور نہ اس میں سے بو آتی ہو۔ فلہذا عام مشروبات میں یہی نظریہ بنیادی اصول قرار پائیگا کہ نہ کسی مشروب کا رنگ اس کے حقیقی رنگ سے متغیر ہو۔ نہ وہ بد ذائقہ ہو اور نہ اس میں سے کسی قسم کی بو آتی ہو۔ عرق' شربت چھاچھ' سوڈا وغیرہ مشروبات باسی اور پرانے ہوجائیں تو ان کے رنگ بھی بدل جاتے ہیں۔ ذائقہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور بالآخر ان میں بدبو بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسے مشروبات حلال بھی نہیں اور وہ صحت کو بھی خراب کرتے ہیں۔ یاد رکھئے گا کہ قرآن کریم کے پیش کردہ حلت و حرمت کے مسئلہ کی بنیاد ہی حفظان صحت کے اصول پر قائم ہے۔ قرآن کریم کی حرام کردہ تمام چیزیں صحت کیلئے مضر ہیں۔

انڈے کی حلت و حرمت کا مسئلہ :۔ ○ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حلال جانوروں کا دودھ حلال اور گوبر موت حرام ہے۔ اس سے آگے اب یہ سوال ہے کہ حلال پرندوں کے انڈے حلال ہیں یا حرام؟ بدقسمتی سے مسلمانوں میں جہاں بیشمار مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہاں انڈے کے متعلق بھی بعض لوگ یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ حلال جانوروں کے انڈے بھی حرام ہیں۔ انڈے کے اندر چونکہ سیال چیز پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم نے اس کی بحث کو مائعات ہی کے باب میں داخل کیا ہے۔ سابقہ صفحات میں آپ حلت و حرمت کے ضمن میں دیکھ چکے ہیں کہ باری تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ہر مقام پر کچھ تمیزی نشان بیان کئے ہیں۔ مثلاً"

۱۔ گھاس خور چوپایوں میں سے وہ حلال ہیں جو جگالی کرنے والے ہیں۔

۲۔ پرندوں میں سے وہ پرندے حلال ہیں جن کے دو پوٹ ہوں۔

۳۔ پانی کے جانوروں میں سے صرف وہ مچھلی حلال ہے جس میں رگوں کا خون موجود نہ ہو اور

۴۔ مشروبات کی حلت کا تمیزی نشان یہ بتایا گیا ہے کہ نہ ان کا رنگ بدلا ہوا ہو نہ ذائقہ اور نہ ان میں بدبو پیدا

ہو چکی ہو۔

○ اب چونکہ انڈا ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے خول میں ایک سیال بند ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس سیال پر بھی سیال ہی کی قرآنی حد عائد ہوگی اور وہ یہ ہے کہ انڈا اس وقت حرام ٹھہرے گا جب اس کے سیال مادے کا رنگ یا ذائقہ بدل چکا ہو۔ اور یا اس میں بدبو پیدا ہو چکی ہو۔ یہ ہیں خراب اور حرام انڈے کے نشانات۔ موسم گرما میں زیادہ دیر پڑے رہنے سے انڈے میں مذکورہ بالا خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ یعنی اس کے سیال کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔ ذائقہ بھی ٹھیک نہیں رہتا اور اس میں بدبو بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس صورت کے سوا انڈا کبھی حرام نہیں ٹھہر سکتا۔

اب انڈے کی حلت پر ٹھوس قرآنی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

○ برادران عزیز! عرض ہے کہ کتاب اللہ نے فیصلہ دیا ہے کہ حلال جانوروں کے پیٹوں میں سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی حلال ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ

○ وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَۃً وَّ فَرْشًا کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ... ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْہِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ

۱۴۲۔۶/۱۴۳۔ اور گھاس خور چوپایوں میں سے کچھ (قد آور) بوجھ اٹھانے والے پیدا کئے اور کچھ (پست قد) زمین سے لگے ہوئے۔ ایمان والو! اللہ نے جو تمہیں (گھاس خور چوپائے) عطا کئے ہیں ... آٹھ قسمیں کھاؤ۔ بھیڑ نر مادہ کی قسم اور بکری نر مادہ کی قسم۔ اے رسول! ان سے پوچھئے گا کہ کیا اللہ نے ان دو مذکروں کو حرام ٹھہرایا ہے یا ان دو مونثوں کو حرام کیا ہے یا اس چیز کو حرام کیا ہے جو ان دونوں مونثوں کے پیٹ اٹھاتے ہیں۔

○ آٹھ قسموں میں سے چار نر مادہ تو یہ ہوئیں اور باقی چار کے متعلق ارشاد فرمایا۔

○ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْہِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ۶/۱۴۴ اور کھاؤ اونٹ نر مادہ کی قسم اور گائے نر مادہ کی قسم۔ اے رسول! ان سے پوچھئے گا کہ کیا اللہ نے ان دو مذکروں کو حرام ٹھہرایا ہے یا ان دو مونثوں کو حرام کیا ہے اور یا اس چیز کو حرام کیا ہے جو ان دونوں مونثوں کے پیٹ اٹھاتے ہیں۔

○ دیکھئے! باری تعالیٰ نے حلال جانوروں کے پیٹوں کے بچوں کی حلت کا استفہام کے حصریہ انداز میں اعلان کیا ہے۔ بس ظاہر ہے کہ حلال جانوروں کے پیٹ کے بچے بھی حلال ہیں۔ بالفاظ دیگر مذکورہ بالا آیت مجیدہ میں اس امر کا اعلان عام کر دیا گیا ہے کہ حلال جانوروں کے بچے جو ہنوز کم عمر بھی ہوں وہ بھی حلال ہیں اور ان کے کھانے کی اجازت بھی ہے۔ کیونکہ اس مفہوم کے سوا **اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْہِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ** کے اعلان کا اور کوئی مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ اگر حلال جانوروں کے کم عمر بچوں کا کھانا حرام ہوتا اور انہیں جوان کرکے ہی کھانے کی اجازت ہوتی تو وہ توالذکرین حرم ام الانثیین کے الفاظ میں ہو چکی تھی۔ اس کے بعد **اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین** کے الفاظ آئے ہی اس امر کی وضاحت کیلئے ہیں کہ حلال جانور ہر حالت میں حلال ہیں خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان اور خواہ وہ ابھی بچے ہی کیوں نہ ہو۔

فَتَدَبَّرُوْا۔ ○ قرآن کریم کی رو سے جس طرح حلال چوپایوں کے بچے حلال ہیں اسی طرح تدبر فی القرآن کی رو سے حلال پرندوں کے بچے بھی حلال ہیں۔ آیئے چوپایوں کے بچوں سے متعلقہ قرآنی الفاظ کی طرف ان کی حلت کے اعلان میں **اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین** سے ظاہر ہے کہ قرآنی شہادت کے مطابق وہ چیز

یقیناً" حلال ہے جو مونث کے رحم کے اندر موجود ہے اب آپ دیکھتے ہیں کہ چارپایوں کی موشوں کے پیٹوں میں بچے تیار ہوتے ہیں اور پرندوں کی مونثوں کے پیٹوں میں انڈے تیار ہوتے ہیں فلهذا جس طرح چار پایوں کی موشوں کے پیٹ کے بچے قرآن کریم کی رو سے حلال ہیں اسی طرح پرندوں کی موشوں کے پیٹوں کے انڈے بھی حلال ہیں۔ انڈے کو حرام جاننے والے دوستوں کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔

چند اعتراضوں کے جوابات پہلا اعتراض معہ جواب :۔ انڈے کی حرمت کی دلیل کے حق میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے نمبر پر کہا جاتا ہے کہ انڈا نہ بچہ ہے اور نہ اسے ذبح کیا جاسکتا ہے۔ فلهذا انڈا حرام ہے۔ کیونکہ اسے ذبح نہیں کیا جاسکتا۔ جواباً" عرض ہے کہ انڈا چونکہ ابھی بچے کی سٹیج پر نہیں پہنچ پایا ہوتا اور نہ ابھی اس میں رگوں کا خون بنا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے ذبح کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اور اسکی حلت کی قرآنی دلیل **اما اشتملت علیه ارحام الانثیین** سے عیاں ہے جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ماعموم کے ساتھ فرما دیا ہے۔ اور یہ چیز بھی عیاں ہے کہ جب ماعموم کے ساتھ مونثوں کے ارحام کے اشتملات کو قیاس کیا جائے تو جس طرح حلال چار پایہ مونثوں کے رحموں کے بچے قرآن کریم کی رو سے حلال ہیں اسی طرح وہ چیز بھی حلال ہے جس پر حلال پرندوں کی مونثوں کے رحم مشتمل ہیں۔ اور وہ ہے انڈا۔ کیونکہ پرندہ مونثوں کے پیٹوں سے بچے نہیں بلکہ انڈا پیدا ہوتے ہیں جن کی حلت کا اعلان باری تعالیٰ نے **اما اشتملت ارحام الانثیین** کے الفاظ میں اما۔ ان ما کے ماعموم کیساتھ کر رکھا ہے۔

دوسرا اعتراض معہ جواب :۔ دوسرے نمبر پر کہا جاتا ہے کہ انڈا مردہ ہے اس لئے حرام ہے جواباً" عرض ہے کہ انڈا مردہ نہیں اس میں بالقوت زندگی موجود ہے یعنی اس میں زندہ چوزہ بننے کی قوت و صلاحیت ہے۔ اس کی یہ زندگی اس وقت ختم ہوتی ہے جب وہ گندہ ہو جائے۔ فلهذا گندہ انڈا مردہ بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ مگر تازہ انڈا جس میں چوزہ بننے کی صلاحیت موجود ہے نہ وہ مردہ ہے اور نہ حرام ہے۔

تیسرا اعتراض معہ جواب :۔ تیسرے نمبر پر کہا جاتا ہے کہ انڈے کے اندر جو سیال مادہ ہوتا ہے اس سے چوزے کا گوشت' پر' پونچھ اور خون بنتا ہے لیکن اب چونکہ خون حرام ہے اور انڈے کے اندر وہ چیز موجود ہے جس سے خون بنتا ہے۔ اس لئے انڈا حرام ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اس کے ضمن میں صرف اتنی سی وضاحت کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خون کو حرام کہا ہے مگر ان چیزوں پر حرمت کا فتویٰ ہرگز نہیں لگایا جن سے خون بنتا ہے۔

دیکھئے یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ جانور جو خوراک کھاتے ہیں اس سے ان کا خون بنتا ہے۔ آپ اپنی بھینس کو جتنا زیادہ مناسب مقدار میں دانہ اور چارہ کھلائیںگے وہ اتنی موٹی ہوتی چلی جائیگی اس کے جسم میں گوشت اور خون کی فراوانی ہوگی۔ تو گویا اس سے یہ ثابت ہوا کہ چارے اور دانے سے خون اور گوشت بنتا ہے حکیم ڈاکٹروں سے یہ امر مخفی نہیں کہ خوراک کے جوہر سے پہلے خون اور پھر گوشت تیار ہوتا ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ چارہ اور دانہ جس سے خون بنتا ہے کیا وہ حرام ہے؟

اور سنئے گا! ہم نے عرض کیا ہے کہ خون خون کی حالت میں حرام ہے جب وہ خون بننے سے پہلے' دانہ اور

چارہ ہوتا ہے تب بھی حلال ہوتا ہے اور خون بننے کے بعد اس کا جو حصہ گوشت بن جاتا ہے وہ بھی حلال ہے یعنی ایک ہی چیز خون بننے سے پہلے بھی حلال ہے اور خون بننے کے بعد بھی حلال ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حرام کا فتویٰ اس وقت تک کیلئے ہے جب وہ خون ہو۔ تو اسی طرح انڈے کے سیال مادے میں اگرچہ وہ چیز موجود ہے جس سے چوزے کا خون بنتا ہے لیکن یاد رہے کہ خون بننے سے پہلے وہ اسی طرح حلال ہے جس طرح خون بننے سے پہلے چارہ اور دانہ حلال ہے۔ فلہذا معترض حضرات کا یہ اعتراض بھی محض اعتراض برائے اعتراض ہے جو نہ مشاہدات کے مطابق ہے اور نہ اپنے اندر کوئی وزن رکھتا ہے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ انڈا قرآن کریم کی آیت مجیدہ **اما اشتملت ارحام الانثیین** کے مطابق بالکل حلال ہے۔ حرام ہرگز نہیں۔

چوتھا اعتراض :۔ چوتھے نمبر پر کہا جاتا ہے کہ انڈا ایک غلیظ چیز ہے۔ اس کے سیال مادے میں ایک قسم کی بدبو ہے اس لئے حرام ہے۔ جواباً عرض ہے کہ یہ اعتراض بھی بالکل بے بنیاد ہے۔ انڈے کے سیال مادے میں مطلقاً" بدبو نہیں ہے البتہ اس میں سے نہایت خفیف صورت میں بو آتی ہے جو مرغ کے گوشت میں ہوتی ہے۔ اسے بدبو کہنا بہت بڑی نادانی ہے۔ غذائی چیزوں میں سے ہر چیز کی بو اپنی اپنی ہوتی ہے۔ جو آگ پر پکانے سے مطلقاً" زائل ہو جاتی ہے ۔ مثلاً" لہسن ہے پیاز ہے۔ مولی ہے گوشت ہے۔ ہر چیز کی اپنی اپنی الگ الگ بو ہے۔ اگر اس اپنی اپنی بو کی بدولت چیزوں کو حرام ٹھہرایا جائے تو مولی پیاز لہسن کے علاوہ ہر قسم کا گوشت بھی حرام ٹھہریگا۔ یاد رہے کہ پانی کی حلت کے ضمن میں جو عدم بو کی قید لگی ہوئی ہے وہ اس لئے ہے کہ صحیح پانی بذاتہٖ مطلقاً" بے بو ہوتا ہے۔ پانی میں جب بھی بو پیدا ہوگی تو گندے ماحول کی بدولت پیدا ہوگی۔ اور وہ اپنی قدرتی حالت پر نہیں رہیگا۔ اور قدرتی حالت پر نہ رہنا ہی کسی حلال چیز کے حرام ٹھہرانے کی وجہوں میں سے ایک وجہ ہے۔

آپ پیاز ہی کو لیجئے! اس میں سے ایک بھینی بھینی بو آتی ہے جسے بدبو ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن جب پیاز گندے ماحول کی بدولت خراب ہو جائے تو آپ دیکھتے ہیں کہ پھر اس میں سے بو نہیں بلکہ بدبو آنے لگتی ہے اور وہ حرام ہو جاتا ہے۔ آم' انار وغیرہ کسی نفیس سے نفیس پھل ہی کو لے لیجئے! جب وہ گندے ماحول کی بدولت گندہ ہو جاتا ہے تو اس میں سے بدبو آنے لگتی ہے۔ معترض حضرات کو اپنے اعتراض پر نظرثانی کرنی چاہئے کیونکہ انڈے کے سیال مادے میں بدبو ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اس میں وہی بھینی بھینی خوشبو ہے جو مرغ کے گوشت کے اندر ہے۔ پس جب کہ اس بو کی موجودگی میں مرغ کا گوشت حلال ہے تو انڈا بھی بدرجہ اولیٰ حلال ٹھہرا۔ حرام ہرگز نہیں ہے۔

پانچواں اعتراض :۔ پانچویں نمبر پر کہا جاتا ہے کہ انڈے کھانا تبذیر (فضول خرچی) میں داخل ہے۔ اگر اس سے بچہ نکالا جائے تو وہ پورا مرغ بن سکتا ہے ۔ مرغی بنے تو مزید کئی بچے پیدا کرسکتی ہے ۔ جواباً" عرض ہے کہ جو اعتراض انڈے پر وارد کیا گیا ہے کہ اگر بچہ نکلوایا جاتا تو پورا مرغ بنتا۔ یہی اعتراض چوزہ کھانے پر وارد ہوتا ہے کہ اگر اسے بڑا ہونے دیا جاتا تو پورا مرغ بن جاتا اگر مرغ بنتا تو سینکڑوں بچے پیدا کرنے کا موجب ہوتا۔ معترض حضرات کا یہ اعتراض بھی بالکل بودا اور بے وزن ہے اس اعتراض کی رو سے اگر انڈا کھانا حرام ہے تو چوزہ کھانا بھی حرام ثابت ہوتا ہے۔

برادران عزیز! اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے

وہ ہے حلت و حرمت کا۔ دور اندیشی اور کوتاہ اندیشی کا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حلال جانوروں کے کم عمر بچے حلال ہیں یا حرام ہیں۔ کیا حلال پرندوں کے ایک دو دن کی عمر کے چوزے حلال ہیں یا حرام ہیں۔ یہ سوال اپنے مقام پر ہے کہ حلال چوپایوں کے کم عمر بچوں کو کیوں ذبح کیا جائے۔ کیوں نہ بچھڑے کو پورا بیل اور بچھڑی کو پوری گائے بننے دیا جائے۔

ہر مسئلہ اپنے وقت کیلئے ہے۔ ابراہیم سلام علیہ کے گھر میں مہمان آئے تو قرآن کہتا ہے کہ انہوں نے تلا ہوا بچھڑا ان کے سامنے پیش کیا۔ **فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ** ۵۱/۲۶ ابراہیم چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک تلا ہوا بچھڑا لیکر آئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے بچھڑے کو کیوں پورا بیل بننے نہ دیا؟ جواب صاف ہے کہ ضرورت کے مطابق چونکہ حلال جانوروں کے بچے بھی حلال ہیں اس لئے وہ ضرورت کے مطابق ذبح کئے جاسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ **اما اشتملت علیه ارحام الانثیین** کے قرآنی فیصلے کے مطابق رحم سے پیدا ہوتے ہی بچہ حلال ہو جاتا ہے اور جس طرح حلال چار پائے کی مونث کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتے ہی حلال ہوتا ہے اسی طرح حلال پرندوں کی مونثوں کے پیٹوں سے انڈا پیدا ہوتے ہی حلال ہوتا ہے اور کم عمر بچھڑوں بھیڑ بکری کے چھوٹے بچوں' مرغی کے چوزوں اور انڈوں کے کھانے میں دور اندیشی کا مسئلہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ کسی چیز کے حلال ثابت ہونے سے مسلمانوں پر یہ امر لازم نہیں ہو جاتا کہ وہ ضرور اس چیز کو روزانہ کھایا کریں۔

کسی حلال چیز کا کھانا یا نہ کھانا افراد اور معاشرے کے اپنے حالات پر منحصر ہے۔ گائے کا گوشت حلال ہے۔ لیکن اسلام یہ قید کب لگاتا ہے کہ آپ ضرور ضرور گائے کا گوشت ہی کھائیں۔ گائے اور بھیڑ بکری حلال ہے۔ مگر گورنمنٹ پاکستان نے معاشرہ کے حالات کے مطابق ان حلال جانوروں کا گوشت ہفتے میں دو دن کیلئے کھانے سے منع کر رکھا ہے جو کئی سال سے متواتر بند چلا آرہا ہے اس سے ان جانوروں کی حلت کا مسئلہ ہرگز متاثر نہیں ہوتا۔

صرف معاشرے کی حالت کے مطابق جب حکومت نے دیکھا کہ دودھ دینے والے جانور گائے بھینس چھری کے گھاٹ اتر کر ختم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان جانوروں کا قحط پڑ جائے تو ہفتے میں دو دن کیلئے گوشت خوری پر پابندی لگا دیگئی ہے۔ اور اس طرح معاشرے کے حالات کے مطابق یہ حکم واپس بھی لیا جاسکتا ہے۔ نیز اسی طرح مرغی اور انڈے جس رفتار سے کھائے جا رہے ہیں اور فی زمانہ ان کی پیداوار چونکہ اس سے زیادہ ہے۔ اس لئے دور اندیشی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا کہ انڈے چوزے اور مرغیاں نہ کھائی جائیں۔ ہاں اس کے برعکس اگر معاشرہ کی حالت یہ ہو کہ مرغ اور مرغیاں کہیں دکھائی نہ دیں تو خود بخود یہ سوال سامنے آجائیگا کہ انڈے اور چوزے کھانے بند کر دینے چاہئیں۔

المختصر! یہ مسئلے معاشرہ کے وقتی مسائل ہیں۔ جنہیں حلت و حرمت کے بنیادی نظریئے کیساتھ مطلقاً" کوئی تعلق نہیں ہے۔ انڈے کی حلت کا مسئلہ قرآن حکیم نے **واما اشتملت علیه ارحام الانثیین** کے الفاظ میں حل کر دیا ہوا ہے جس کی مفصل بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ اور جس کی رو سے کم عمر بچھڑا' بھیڑ بکری کا کم عمر بچہ' پرندوں کا چوزہ اور انڈا سب حلال ہیں۔

نوٹ :۔ انڈے کے متعلق مندرجہ بالا اعتراضات کے علاوہ اور بھی کچھ اعتراضات ہیں لیکن چونکہ وہ اخلاق سے

گرے ہوئے ہیں اسکا لئے ہم ان سے صرف نظر کرنے پر مجبور ہیں۔ اشارۃً" عرض خدمت ہے کہ کہا جاتا ہے کہ انڈا جنسیات کا محرک ہے۔ افسوس ہے کہ معترض حضرات کو یاد نہیں رہتا کہ چوزہ اس سے زیادہ محرک ہے۔ اگر اس وجہ سے انڈے کو حرام مانا جائے تو مرغ بھی حرام ٹھہریگا اور اس کے ساتھ ساتھ مچھلی تیتر بٹیر وغیرہ بدرجہ اولیٰ حرام ٹھہریں گے

۳۔ گیس

مادہ کی تیسری حالت ہے گیس۔ ہوا گیسوں کا مجموعہ ہے۔ آکسیجن ۲۱ فی صد اور نائٹروجن ۷۸ فی صد اور ایک فی صد دوسری گیسیں اور آبی بخارات ہیں۔

ہوا جنب زندگی کے لئے انتہائی ضروری آمیزہ ہے۔

ہوا کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ صاف ستھری ہوا کا سانس کے ذریعے اندر لے جانا حلال ہے۔ اور وہ ہوا جس میں آکسیجن کی مقدار کم اور دوسری گیسوں کی مقدار زیادہ ہو جائے تو صحت کے لئے نقصان دہ ہے **فلہذا** ایسی ہوا میں جان بوجھ کر سانس لینا حرام ہے اشیاء کے جلنے سڑنے سے جو گیسیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دوسری زہریلی گیسوں سے بچنا ضروری ہے سگریٹ، تمباکو، حقہ وغیرہ کو جلا کر ان کا دھواں اندر لے جانا تجربات سے ظاہر ہوچکا ہے کہ مضر ہے۔ **فلہذا** حرام ہے۔ جو لوگ سگریٹ، حقہ یا تمباکو کسی بھی صورت میں جلا کر اپنے اندر دھواں کھینچتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی متعدد آیات کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ (۲/۱۹۵، ۷/۳۱، ۷/۱۵۱، ۲۶/۱۷)

صفحات ۴ تا ۸ پر ثابت کیا گیا ہے کہ ۲۰/۵۳-۵۴ کے مطابق انعام کا معنی گھاس خور چوپائے ہے۔ نیز ۵/۱ اور ۱۴۲ تا ۶/۱۴۴ کے مطابق بہیمہ کا معنی ہے جگالی کرنے والے۔ انعام کے متعلق ایک غلطی کی وضاحت لازمی ہے۔ جو علماء روایات کو ۲۲/۳۰ **احلت لکم الانعام** کے الفاظ سے لگتی ہے کہ تمہارے لئے گھاس خور چوپایہ حلال کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں بہیمہ کا لفظ محذوف ہے جو اسی آیت مجیدہ کے ماقبل اور مابعد دو مرتبہ مذکور و مظہر موجود ہے۔ اس سے ماقبل ۲۲/۲۸ میں آیا ہے۔ **وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ** اور چاہیئے کہ حج کے معلوم دنوں میں بہیمۃ الانعام (: جگالی کرنے والے چوپایوں) میں سے اللہ نے عطا کئے ہیں، اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کریں اور محولہ آیت کے مابعد ۲۲/۳۴ میں آیا ہے۔ **يَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ** تاکہ اللہ کے دیئے ہوئے بہیمۃ الانعام میں سے اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کریں۔ دیکھئے:۔ **احلت لکم الانعام** ۲۲/۳۰ سے قبل ۲۲/۲۸ اور اس کے بعد ۲۲/۳۴ کی دو آیات آپ کے سامنے ہیں۔ دونوں کا حکم واحد ہے۔ گھاس خور جگالی کرنے والے چوپاؤں کے ذبح کرنے کا۔ پس بدرجہ اتم ثابت ہوا کہ **احلت لکم الانعام** میں لفظ بہیمہ محذوف ہے۔

فٹ نوٹ صفحہ ۹:۔ کالم ۲ میں سطر حذف فرمائیں

حلال و حرام

ایک خط اور تبصرہ بلاغ القرآن

اہمیت :۔ رزق کا دائرہ کم و بیش ہو جاتا ہے۔ حلال اشیاء کی قلت سے لباس الجوع ۱۶/۱۱۲ بھوک کا پہناؤ (عذاب) مسلط ہو جاتا ہے۔ جبکہ جنتی معاشرہ کی خاصیت یہ ہے کہ وہاں کوئی بھوکا نہیں ہوگا۔ ۲۰/۱۱۸ بلکہ ۲/۳۵ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کے ظلم ۴/۱۶۰ - ۶/۱۱۸ کی سزا دی تو ان پر صاف ستھری حلال اشیاء ۴/۱۶۰ حرام قرار دے دیں یعنی ہر ناخون والے جانور ۶/۱۴۷ گائے اور بکری کی چربی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ آنت یا ہڈی کے ساتھ لگی ہو) بعد میں یہ اشیاء حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی کے ذریعے دوبارہ حلال قرا ردے دیں ۳/۵۰ لہٰذا حرام اور حلال کے فتوے یونہی دیتے چلا جانا معمولی بات نہیں۔ اس کا تعلق براہ راست ایک طرف انسانوں کی معیشت سے ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اقتدار اعلیٰ سے کیونکہ کسی شے کو حرام و حلال قرار دینا صرف اس کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس کا اختیار اور تو اور خود رسول اللہؐ کو بھی حاصل نہیں تھا ۶۶/۱ چنانچہ کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کہہ دے کہ یہ حلال اور وہ حرام ہے ۱۶/۱۱۶- ۶/۱۲۱ اس نے خود حرام اشیاء کے متعلق وضاحت سے بتا دیا ہے اور یونہی لوگوں کے خیالات کے پیچھے لگ جانے سے منع فرمایا ۶/۱۴۰ اس نے گلہ کیا ہے کہ تم خدا کے دیئے رزق کو خواہ مخواہ حرام و حلال قرار دیتے ہو ۱۰/۵۹ بلکہ سختی سے کہا کون ہے؟ زینت کی اشیاء اور رزق طیب کو حرام کہنے والا ہے۔

حرام اشیاء :۔

(۱) مردار جانور۔ بہتا ہوا خون۔ سور کا گوشت۔ منسوب غیر اللہ ۵/۳، ۶/۱۴۶، ۱۶/۱۱۵

(۲) قرعہ اندازی اور (ازلام) حرام بھی ہے اور فسق بھی ۶/۱۲۲

(۳) ربو حرام ہے ۲/۲۷۵

(۴) جس پر خدا کا نام نہ لیا ہو نہ کھاؤ ۶/۲۲

(۵) خشکی کا جانور بحالت احرام منع ہے ۵/۹۶

(۶) خمر۔ میسر۔ انصاب۔ ازلام رجس من عمل الشیطان ۵/۹۰

حلال اشیاء :۔

(۱) طیبات ۵/۴، ۵/۵، ۵/۵۷

(۲) حلال اشیاء میں طیب کھاؤ۔ ۶/۱۶۸، ۵/۸۸، ۱۶/۱۱۴، ۸/۲۰

(۳) مال غنیمت حلال و طیب ہے۔ ۵/۴

(۴) شکاری کتوں کا پکڑا ہوا شکار ۵/۴

(۵) قرآن کریم میں مذکورہ حرام (لحم خنزیر) کے علاوہ تمام مویشی حلال ہیں۔ ۵/۱، ۲۲/۳۰

(۶) اہل کتاب کا کھانا ۵/۵

(۷) بیع حلال ہے۔ ۲/۲۷۵

(۸) بوجھ اٹھانے والے جانور ۶/۱۴۳ اور ناخن والے جانور ۶/۱۴۷۔ ۳/۵۰

ذبح کی شرائط :۔

(۱) جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو ۵/۴، ۱۲۰۔ ۶/۱۱۹

(۲) درندے کا شکار کردہ اگر ذبح کر لیا جائے ۵/۳

براہ کرم ۶/۱۴۶ پر خوب غور فکر کریں پھر فیصلہ کیجئے گا۔

ملاقات طلب گار
محمد اکبر خان مکان نمبر ۵۰۳
جمیل پارک کوٹ خواجہ سعید لاہور

بلاغ القرآن :- صاحب مضمون نے یہ مضمون اشارات میں تحریر کیا ہے۔ آیات کا حوالہ دیا ہے آیات تحریر نہیں کیں۔ اس لئے کہ پہلے سے اپنے ذہن میں ایک تصور رکھ کر ایک عبارت لکھتے جانا اور اپنے اس تصور کی تائید کے لئے آیت کا نمبر درج کرتے چلے جانا آسان معلوم ہوتا ہے۔ ہونا یہ چاہئے کہ آیت پیش کریں اس کا مفہوم درج کریں اور پھر استنباط کریں کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے اور پھر اس مستنبط نتیجہ کی تائید تصریف آیات سے کریں۔

لکھتے ہیں "یہودیوں کو ان کے ظلم ۴/۱۶۰، ۱۶/۱۱۸ اور سرکشی کی سزا دی تو ان پر صاف ستھری حلال اشیاء ۴/۱۶۰ حرام قرار دے دیں"

یہ نہیں بتایا کہ یہودیوں نے ظلم کونسا کیا تھا؟ اور سرکشی کس نوعیت کی تھی! جن کی مناسبت سے ان پر صاف ستھری حلال اشیاء حرام قرار دے دی تھیں۔ ہمارا یہ سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سزا غلطی کی مناسبت سے ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ کریں تو وہ کسی حکم کی نافرمانی مثلاً وہ جھوٹ بولیں اور سزا دی جائے کہ تم ناخن والے جانور نہ کھایا کرو۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تعزیرات جو اسلامی معاشرہ میں نافذ کی جاتی ہیں وہ بتا دی جاتی ہیں کہ ------ فلاح غلطی کروگے تو فلاں سزا ہوگی اور وہ سزا مرکز کی طرف سے کسی فرد کے ذریعے متعلقہ افراد کو مل جاتی ہے۔ مثلاً" چوری کرے گا تو یہ سزا ہوگی زنا کرے گا تو وہ وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اقوام یا افراد کی غلطیوں کی سزا احکام کی صورت میں نہیں دیا کرتے۔ اس کے قوانین مقرر ہیں ان قوانین کے مطابق اقوام یا افراد از خود اپنے غلط اعمال کے باعث عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت مبارکہ ۴/۱۶۰ کا یہ مفہوم لے لینا کہ یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے صاف ستھری حلال اشیاء حرام قرار دے دی تھیں۔ یکسر غلط ہے۔

خود صاحب مضمون ۱۶/۱۱۲ کا مفہوم پیش کر رہے ہیں "رزق کا دائرہ کم و بیش ہو جاتا ہے۔ حلال اشیاء کی قلت سے لباس الجوع ۱۶/۱۱۲ بھوک کا پہناوا (عذاب) مسلط ہو جاتا ہے۔"

اس عبارت کو ہم نے اپنی تائید کے لئے پیش کیا ہے کہ اعمال کی سزا قانون کے مطابق ہوتی ہے ورنہ صاحب مضمون نے تو یہ نہیں بتایا کہ حلال اشیاء کی قلت کس طرح ہوگئی اور صرف اشیاء کی قلت سے رزق کا دائرہ کم تو ہوسکتا ہے۔ "بیش" کیسے ہوسکتا ہے؟ بہرحال بات اشاروں کی بجائے وضاحت سے ہونی چاہئے۔

صاحب مضمون نے اپنے اس تصور کہ حلال اشیا کو حرام قرر دے دیا گیا تھا کی تائید میں ۴/۱۴۷ کو پیش کیا ہے اس آیت کا یہ مفہوم قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف ہے جیسا کہ سطور بالا میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اقوام یا افراد سے غلط اعمال سرزد ہو جانے پر احکام کی صورت میں سزا نہیں دیتے بلکہ وہ اقوام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کی زد میں آجاتی ہیں جیسے خود صاحب مضمون نے ۱۶/۱۱۲ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

اب غور کریں کہ ظلم اور سرکشی کرنے والے وہ لوگ تھے جو عیسیٰ رسول اللہ سے اتنا عرصہ پہلے تھے کہ کم از کم دو رسولوں کا زمانہ گزر چکا تھا۔ پہلے "ا" رسول آیا اس نے یہودیوں کو ضابطہ حیات دیا لیکن اس کی وفات کے بعد انہوں نے ظلم کیا۔ سرکشی کی تو رسول "ب" آیا اس نے بذریعہ وحی کچھ حلال اشیاء کو ان کے لئے حرام قرار دے دیا کہ یہ ان کے ظلم اور سرکشی کی سزا تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہتا ہے کہ جب وہ قوم ہی ظالم اور سرکش و نافرمان تھی

تو ان پر حلال اشیاء کو حرام قرار دے دینے سے کیا اثر ہوسکتا تھا۔ یعنی انہیں تو حکم کے مطابق چلنا ہی نہیں سرکش رہنا ہے تو ان کے لئے احکام نازل کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض وہ قوم اس سزا کو تسلیم بھی کر لے تو اس قوم کے جو ننھے ننھے بچے تھے یا ہنوز پیدا ہونے والی نسلیں تھی ان کا کیا قصور تھا۔ "بالفاظ دیگر" "رسول ب" اور عیسیٰ رسول اللہ کے درمیانی وقفہ میں جتنی نسلیں گزریں ان کا کیا قصور تھا جونہی وہ ہوش سنبھالتیں اپنی کتاب میں حلال اشیاء کو حرام پاتیں کس جرم کی پاداش میں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کی (معاذاللہ) بے انصافی ملاحظہ فرمائیں کہ ظلم تو کیا "ا" رسول کی امت نے سزا دی "ب" رسولؑ کی امت کو جس کی تربیت بھی "ا" رسولؑ کی امت نے کی تھی -- اور کئی نسلوں کو عذاب دینے کے بعد عیسیٰ رسول اللہ کو بھیجا اور باوجود اس کے کہ وہ لوگ سرکشی میں پہلے سے بڑھ چکے تھے (عیسیٰ رسول اللہ کو پھانسی دینے کے درپے ہوگئے) حرام کی ہوئی اشیاہ کو پھر سے حلال قرار دے دیا یا للعجب!

یاد رہے کہ وہ عذاب جو اللہ کے قوانین کے مطابق قوموں پر آتا ہے اس کی نوعیت اور قسم کی ہوتی ہے

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۸/۲۵

احکام کی صورت میں ایسی سزا دینا اللہ کا قانون نہیں۔ اگر اسے مان لیا جائے تو ایسی سزا قرآن میں بھی درج ہونی چاہئے تھی کہ جب افراد اس نوعیت کا ظلم یا سرکشی کریں تو ان کے لئے ان کی آتی نسلوں کے لئے یہ یہ اشیاء حرام قرار دی جایا کریں گی۔ اور پھر اتنے عرصے کے بعد آنے والی نسلوں کے لئے یہ پابندی اٹھ جایا کرے گی وغیرہ۔ ورنہ یہ اللہ کی طرف سے یہودیوں پر سراسر ظلم ہوا اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

پھر صاحب مضمون ۶۶/۱ کا حوالہ دیتے ہیں اس کا مفہوم انہوں نے لکھا نہیں لیکن جس ضمن میں وہ یہ حوالہ پیش کر رہے ہیں ان کے نزدیک اس آیہ کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے کسی چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کیوں حرام کرتا ہے؟ یہ مفہوم قرآن کریم کی تعلیم کے یکسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح حکم جبکہ پہلے سے بذریعہ وحی نازل ہو چکا تھا کہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ۵/۸۷

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ حرام کرنا ان **طیبٰت** کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں)

نبی اکرمؐ کیسے کسی چیز کو حرام قرار دے سکتے تھے۔ اللہ کے نبی تو **لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ** ۲۱/۲۷

بات میں اس (اللہ) سے آگے نہیں بڑھتے اور اس کے حکم کے مطابق وہ کام کرتے ہیں۔

اس کے بعد صاحب مضمون نے ۶/۱۱۹، ۶/۱۴۰ اور ۵۹/۱۰ کا حوالہ دیا ہے کہ اپنی طرف سے یہ، یہ حلال اور یہ حرام نہ کہو -- اس سے کون انکار کرتا ہے؟

پھر لکھتے ہیں "بلکہ سختی سے کہا کون ہے؟ زینت کی اشیاء اور رزق طیب کو حرام کرنے والا ---- اس کا نہ حوالہ دیا گیا ہے اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ زینت کی اشیاء سے کیا مراد ہے۔ پھر حرام اشیاء کے سلسلہ میں ۵/۳، ۶/۱۴۶، ۱۶/۱۱۵، ۶/۱۴۲، ۲/۲۲۵، ۵/۹۶، ۵/۹۰ آیات پیش کی ہیں۔

ان میں جس لفظ کا ترجمہ "سور کا گوشت" کیا گیا ہے سیاق و سباق کے لحاظ سے یہ ترجمہ غلط ہے۔

پھر حلال اشیاء کے بارے میں لکھا ہے۔

۱۔ طیبات ۵/۴، ۵/۵، ۵/۸۷

۲۔ حلال اشیاء میں سے طیبت کھاؤ ۲/۱۶۸، ۵/۸۸، ۸/۶۹، ۱۶/۱۱۴، ۲۰/۸ ان میں ۲۰/۸ حوالہ غلط ہے اس میں حلال اشیاء کا ذکر نہیں۔ باقی حوالوں میں یہ مفہوم کیسے لیا کہ حلال نہیں ہے "طیب"

۱۔ میں کہا گیا کہ حلال اشیاء طیبات ہوتی ہیں۔

۲۔ میں کہا گیا کہ حلال میں سے طیب کھاؤ---- یہ ترجمہ اللہ جانے کس طرح کیا گیا؟

یعنی ان کے خیال کے مطابق حلال اشیاء طیب بھی ہوتی ہیں اور غیر طیب (خبیث) بھی (معاذ اللہ)

۳۔ ۸/۶۹ مال غنیمت حلال و طیب ہے۔

حلال اور طیب کے درمیان و کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۴۔ میں لکھتے ہیں "قرآن کریم میں مذکور (لحم خنزیر) کے علاوہ تمام مویشی حلال ہیں ۵/۱، ۲۲/۳۰

مویشی سے کیا مراد ہے؟ یہ نہیں بتایا گیا۔

۵/۱ میں بھیمتہ الانعام کہا گیا ہے اور ۲۲/۳۰ میں صرف الانعام صاحب مضمون ان دونوں میں فرق واضح نہیں کر سکے۔ ہمارے نزدیک بھیمتہ الانعام کہہ کر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ الانعام میں سے صرف جو بھیمیہ ہیں وہ حلال ہیں۔ گھوڑا گدھا اور سور وغیرہ الانعام تو ہیں لیکن بھیمتہ الانعام نہیں۔ بھیمتہ الانعام میں گھوڑا، گدھا اور سور شامل نہیں۔

اس کے بعد صاحب مضمون نے ہمیں کہا ہے کہ ۶/۱۴۶ پر غور کریں۔ چلئے غور کر لیتے ہیں۔ ۶/۱۴۶ میں ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی
طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ
دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ
رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ
رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

واے رسول اعلان کر دیجئے کہ میں اس (کتاب) میں جو میری طرف وحی کی گئی ہے کسی کھانے والے پر (حلال جانور کی) کسی چیز کو حرام نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے سوائے اس کے کہ وہ مردہ ہو یا (ان کے رگوں کا) بہنے والا خون ہو یا (خنزیر) سؤر کا گوشت ہو (الیکن اس حالت میں) کہ جو (اس کی) نافرمانی میں گناہ ہو (کہ) (اس پر) خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ (اور اگر کوئی) بے قرار ہو جائے (تو اسے اس حالت میں) اجازت ہے کہ نہ قانون کا باغی ہو جائے اور نہ سرکش تو بے شک تیرا رب حفاظت کرنے والا اور نشو و نما کرنے والا ہے۔ ہاں جی! غور کر لیا، اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے؟

ہمارے ہاں لوگ جمعہ کے روز تقریباً ۱۲ بجے سے ۶ بجے تک ۱۰ این ممن آباد لاہور میں تشریف رکھتے ہیں۔ تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے ہم کسی کو ملاقات کرنے سے نہیں روکتے آپ صد بار آئیں ہمیں خوشی ہوگی۔

فہرست مطبوعاتِ ادارہ بلاغ القرآن

تفسیر القرآن بالقرآن

جلد اوّل غیر مجلد	۱۳۰/-
مجلد	۱۵۰/-
جلد دوم .... آؤٹ آف سٹاک	۱۹۰/-
جلد سوم	۲۱۰/-
جلد چہارم	۳۰۰/-

پمفلٹ

۱۔ عائلی قوانین	۶/-
۲۔ وحی صرف قرآن میں ہے	۸/-
۳۔ واقعہ سلیمان	۸/-
۴۔ سیدنا محمد رسول اللہ	۸/-
۵۔ مسئلہ جن	۸/-
۶۔ زندگی اور قوت	۶/-
۷۔ مسئلہ وراثت	۶/-
۸۔ مسئلہ سنگساری	۶/-
۹۔ واقعہ زید	۶/-
۱۰۔ شراب حرام ہے	۵/-
۱۱۔ واقعہ اصحاب کہف	۶/-
۱۲۔ فریضۂ حج	۴/-
۱۳۔ جادو اور قرآن	۴/-
۱۴۔ اسلامی نظام خاکہ	۴/-
۱۵۔ مسئلہ زکوٰۃ	۴/-
۱۶۔ آیۃ تطہیر	۴/-
۱۷۔ شانِ صحابہ	۵/-
۱۸۔ خطبہ نکاح	۲/-
۱۹۔ اسلامی آئین کی بنیادی شقیں	۴/-
۲۰۔ نظریہ شفاعت ...	۱۰/-
۲۱۔ یونس رسول اللہ	۵/-
۲۲۔ فتنہ انکار ختم نبوت	۱۵/-
۲۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۵/-
۲۴۔ سلامٌ علیکم (السلام علیکم)	۵/-
۲۵۔ سنگساری اور قرآن حکیم	۴/-
۲۶۔ فضائل قرآن	۱/-
۲۷۔ نوع انسان کے بنیادی حقوق	۳/-
۲۸۔ حروف مقطعات	۴/-
۲۹۔ ذاتی ملکیت	۴/-
۳۰۔ روایتِ افک	۸/-
۳۱۔ فارماکوپیا	۲۰/-
۳۲۔ لیلۃ القدر	۱۲/-
۳۳۔ خاتم النبیین	۱۵/-
۳۴۔ حلال وحرام	۱۰/-